DAMAGE BOOK

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222373
UNIVERSAL LIBRARY

U ۷۱۸ ۸۹۱٫۴۳۱۵
د ھ

نیر، میرزا محمد نیر علی
دیوان نیر سنہ ۱۲۹۷ھ

OUP—552—7-7-66—10,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ٨٩١٫٥٤٣١٥ Accession No. U ٤١٨
د - ھ

Author بزم اکبرآبادی، سید محمد علی

Title دیوان بزم - ١٢٩٢ء

This book should be returned on or before the date last marked below.

ان احسن الكلام وابلغ النظام كلام الله الملك العزيز العلام الذي جعل كلام الملوك ملوك الكلام

بعون افضال خداوند ذوالعز والجلال دیوان بلاغت عنوان

عالیجناب معلی القاب شہریار کشور سخنوری ہنر بیشۂ معنی پروری صاحب عالم

و عالمیان حضور پرنس فریدون قدر جنرل مرزا محمد ہنر علی بہادر

بے بہا در المتخلص بہ ہنر خلف اکبر حضرت سلطان ابن السلطان

خاقان ابن الخاقان پادشاہ ظل اللہ ابو المنصور ناصر الدین

پادشاہ عادل قیصر زمان محمد واجد علی شاہ

بادشاہ اودہ ادام اللہ سلطانہ وافاض

علی العالمین برہ واحسانہ آمین

حسب فرمایش جناب

فضائل مآب

ذوالمجد

والجاہ مولانا مولوی محمد شاہ صاحب مدار المہام سرکار حضور پرنور مصنف ممدوح در مطبع نظامی مطبوع گردید

قال النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم

ان من الشعر لحكمة وان من البيان لسحرا

ما شاء الله لا قوة الا بالله

الحمد لله که درین زمان صحیفه فصاحت عنوان بلاغت ضمیمه دلانشین افلاطون رهین امعان جد

Checked

دیوان هژبر

بسرگرمی عزیز القدر حاجی شیخ محمد یعقوب سلمه علام الغیوب

باهتمام

عاجز هیچمدان محمد عبد الرحمن

در مطبع نظامی واقع نوبتی محله [illegible] مطبوع گردید

U718

... 1973

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

عقل حیران ہوگئی محو تماشا ہو گیا
کیا کہوں اک لفظ کن سے خلق کیا کیا ہو گیا

قادر مطلق ہے یہی نام اوسکا ہو گیا
یہ وہی ہے خشم ہی جو امر چاہا ہو گیا

ذات احمد سے عیان جلوہ احد کا ہو گیا
پردہ کثرت میں وحدت کا تماشا ہو گیا

کیا کہوں کیسے تجلی شان محبوبی میں کی
اپنی صورت سے پیدا اسکا جلوا ہو گیا

تھی ظہور نور حق کی آپ ہی سے ابتدا
آپ ہی پر خاتمہ پیغمبری کا ہو گیا

جلوہ گر اوس نور حق کا جب ہوا اس میں خیال
دل ہمارا ہمسر عرش معلی ہو گیا

عاشق جانباز محبوب خدا کا ہی وہی
دل سے جو شیدا علی مرتضی کا ہو گیا

نقش حب پنجتن ہی ثبت یا نام خدا
اسم اعظم کا مخمس دل پہ کندہ ہو گیا

فرض ہم پر یہ نماز پنجگانہ جب ہوئی
پنجتن کی پیروی کا صاف ایما ہو گیا

آسمان لطف حق کے برج ہین بارہ امام
آفتاب دین انھین سے اوج آرا ہو گیا

لی محبت چاردہ معصوم سے جسنے ہنر
مثل ماہ چاردہ روشن دل اوسکا ہو گیا

حسن روز افزون کی نیرنگی سے کیا کیا ہو گیا
یان محبت جو گھٹی وان ناز دونا ہو گیا

پہلے صرف اک دل تڑپتا تھا یہ اب کیا ہو گیا
اونکے آنیسے تو کل اعضا مین رعشا ہو گیا

مرتبہ یہ دیدۂ دیدار جو کا ہو گیا
طور منظور نظر ہونیکو سرما ہو گیا

بیخودی نے اچھی صورت سے دیا مجکو فریب
صاف مجکو اپنے اوپر اونکا دھوکا ہو گیا

زیر خنجر کس ادا سے رقص بسمل نے کیا
دیکھکر قاتل جسے محو تماشا ہو گیا

نیلا پیلا دیکھکر مجکو ہوا پھر سبز و زرد
کیا رقیب ای آفتاب حسن حربا ہو گیا

گردش گردون دون نے یہ ملایا خاک مین
ہر کس و ناکس کا مین نقش کف پا ہو گیا

یاد مین اوس بحر خوبی کے مین رویا اسقدر
بہتے بہتے چشمہ چشم ایک دریا ہوگیا

باغ جنت سے ہمین دیتا ہی کیون واعظ فریب
کیا قد جانان سے بڑھکر نخل طوبی ہوگیا

روح جب نکلی مری گھبرا وہ کہنے لگے
اسکی بو کیا ہوگئی اس پھولکو کیا ہوگیا

آبدیدہ ہوکے کہتے ہین وہ مجنو سے بعد میر
چاہنے والا خدائی مین وہ یکتا ہوگیا

چشم وحدت بین سے دیکھا جب سوے لیلی و قیس
ایک سا پیش نظر دونونکا نقشا ہوگیا

بعد مجنون خاک اوڑتی تھی مگر پہونچے جو ہم
وہ جنون چمکا دوچند آباد صحرا ہوگیا

جب چلا وہ فتنۂ محشر قیامت آگئی
جسطرف رکھا قدم اک حشر برپا ہوگیا

دیکھنا جسپر پڑا اوس ترک کا تیر نظر
تھام کر دل دونون ہاتھون سے وہ دوہرا ہوگیا

دست بستہ اب مضامین کیون نہ حاضر ہون نہ بر
کشورستان سخن مین دخل اپنا ہوگیا

ہوا ہی شوق مجکو اوسکے در پہ جبہہ سائی کا
کہ شاہی ہی اعلے مرتبہ جسکی گدائی کا

اوٹھایا عشق مین ہرچند غم ساری خدائی کا
مگر اب ہمسے اوٹھ سکتا نہین صدمہ جدائی کا

ملک عرش برین پر دیکھکر حضرتکو کہتے تھے
یہ وہ بندہ ہی جو مختار ہی ساری خدائی کا

اوٹھا پردہ دوئی کا جب تو وہ یکتا نظر آیا
حجاب غیر مانع تھا مرے دلکی صفائی کا

علیؑ کے نام پر مشکلکشائی ختم کی حق نے
کسے ایسا ہوا ہی حوصلہ مشکلکشائی کا

نہوگا مین کبھی محتاج اے دل کامیابی مین
غلام اوسکا ہون جو مختار ہی حاجت روائی کا

نبات اب پوچھیگا ہرگز کوئی قند مکرر کی
کہ پہنچا مصر تک شور اوسکے ہونٹونکی مٹھائی کا

جھلک دکھلاکے چھپ جانا چھلاوہ سا نظر آنا
کہان سیکھا ہی اوظالم چلن یہ دلربائی کا

رقیبون سے تو باتین چکنی چپڑی خوب کرتے ہو
برتتے ہو فقط اک مجسے طرز ایچان و کھائی کا

ہنر اب مدحت شاہ نجف مین مشق ہو ہر دم
اگر رکھتے ہو دل مین حوصلہ طبع آزمائی کا

مستانہ بے سبب نہین نغمہ ہزار کا
پیغام کچھ صبا نے دیا ہی بہار کا

کیون مرتبہ بلند نہو انکسار کا
جھکنا ہی فیض ہی شجر باردار کا

کیونکر تڑپ تڑپ کے شب ہجر کی سحر
کچھ پوچھیے نہ حال دل بیقرار کا

بعد فنا بھی گردش دوران مین ہم رہے
اوٹھتا رہا لحد سے بگولہ غبار کا

زاہد جو اہل دل ہی تو اتنا تو کر خیال
بیوجہ دل دکھے نہ کسی بادہ خوار کا

چلتا ہون دشت نجد مین گھبرا نہ ای جنون
ہی انتظار آمد فصل بہار کا

سیماب اضطراب مین ہمشکل کیون نہو
پیرو ہی خاص میرے دل بیقرار کا

کیون روکتے ہو ہمکو مسافر عدم کے ہین
کھلنا محال ہی کمر استوار کا

برسون تمھارا باغ مین دیکھا ہی راستہ
نرگس سے پوچھو حال مرے انتظار کا

عشاق تاکے جاتے ہین نخچیر کی طرح
چلتے ہین تیر شوق ہوا ہی شکار کا

گلزار کے گلونکو سمجھتا ہون داغ غم
عاشق ہوا ہون کس رخ رشک بہار کا

پژمردگی شگفتہ دلونکو ہوئی نصیب
بگڑا ہی رنگ کیا چمن روزگار کا

دل دیکے پھیرنے کا ارادہ جو ہی ہنر بر
یہ امر آپنے سمجھے ہین کیا اختیار کا

مہربان مجھپہ ہوا ہی مہ انور میرا
آج تقدیر سے چمکا ہی مقدر میرا

ذبح کیوقت بھی خندان ہین دہن زخم رہے
کھلگیا آپ کی تلوار پہ جوہر میرا

واہ ری حسن کی تاثیر پری بنکے پھرا
لیگیا تھا جو خط شوق کبوتر میرا

گالیان آپنے دین ہمکو بھری محفل مین
ہی فساد آپ کا بتلائیے یا شر میرا

غیر کو بوسے عنایت ہون یہ قسمت اوسکی
گالیان ملتی ہین مجکو یہ مقدر میرا

مین وہ بلبل ہون کہ صیاد کا دل دکھتا ہی
ٹوٹ جاتا ہی قفس مین جو کوئی پر میرا

بوسہ دینے کو جو ٹرھکے وہ رکے شرم سے آہ
رہگیا کیسا ترپ کر دل مضطر میرا

ہی کہین اور تلاش دل گشتہ عبث
کوچۂ زلف مین رہتا ہی وہ خود سر میرا

اوسکو ہاتھ آینہ آیا دل روشن مجکو
ٹرھگیا بخت سکندر سے مقدر میرا

آنکھ ہی اشک کی جا خون جگر سے مملو
مے گلرنگ سے لبریز ہی ساغر میرا

کو بکو کسلیے مین ٹھوکرین کھاتا پھرتا
ہای قابو مین جو ہوتا دل مضطر میرا

درد آمیز ہی کیا نالۂ مرغان قفس
سُنکے بھر آتا ہی صیاد دل اکثر میرا

دیکھ لے تا نہ خط شوق کا مضمون کوئی
لیگیا نامہ کلیجے مین کبوتر میرا

جسطرف جاتی ہی پھینک دیا کرتی ہی
گل بازی ہی صبا کو تن لاغر میرا

ہی تمنا یہ کہ تا دور مہ و مہر ہر بر
سایہ گستر رہے سر پہ مرے اختر میرا

دیکھو شب فرقت مین دل اپنا نہین ہوتا
سچ ہی کوئی آفت مین کسیکا نہین ہوتا

زندہ جو کسیکا دلِ مردہ ہو تو جانین
باتونسے فقط کوئی مسیحا نہین ہوتا

فرہاد کی اور قیس کی تخصیص نہین ہی
وہ کون ہی جو عشق مین رسوا نہین ہوتا

بس دیکھ چکے گرمیِ بازارِ حسینان
دل بیچنے والونکا تو سودا نہین ہوتا

ہمنے تمھین چاہا تو خطا کیا ہی ہماری
کون اپنے دلارام کا شیدا نہین ہوتا

ہنستا ہون تو دشنام ہی روتا ہون تو جھڑکی
برہم وہ شبِ وصل مین کیا کیا نہین ہوتا

کرتا نہین کچھ شربتِ دیدار بھی تاثیر
بیمارِ محبت کبھی اچھا نہین ہوتا

اک لحظہ مین وہ آنکھ وہ چتون ہی نہین ہی
بیمہر و مروت کوئی ایسا نہین ہوتا

اک دل ہی ہمارا کہ تم ایسونکا ہی بندہ
اک دل ہی تمھارا کہ کسیکا نہین ہوتا

یکسان ہی شب و روز خلشِ خارِ الم کی
دم بھر کو بھی کم دردِ جگر کا نہین ہوتا

مرتا ہون خبر اور نہین کچھ انھین پروا
سچ کہتے ہین سب کوئی کسیکا نہین ہوتا

سمجھتے تھے ہمسے وفا تکیجیے گا
یہ کیا جانتے تھے دغا تکیجیے گا

رولا کر کسے پھر ہنسا تکیجیے گا
جو ہم زہر کھالین تو کیا تکیجیے گا

جو خود نقش پا کی طرح مٹ چکا ہو / اوسے آپ برباد کیا کیجیے گا
سر شام کاکل پریشان کیون ہی / بلا مین کسے مبتلا کیجیے گا
یہ غیظ و غضب سب ہی بیکار صاحب / جو لے لینگے بوسہ تو کیا کیجیے گا
گئی یاس و حسرت مین گر جان میری / تو پھر کس سے ناز و ادا کیجیے گا
ہی جب تک مری خاک اوڑا لیجیے بس / پھر آیندہ برباد کیا کیجیے گا
اک ابرو کی جنبش مین بس فیصلہ ہی / بھلا کھینچ کر تیغ کیا کیجیے گا
پسند آپ کو رنگ ہی میرے خون کا / اوسے کیا شریک حنا کیجیے گا
وہ شوخی سکھائیگی یہ خوش خرامی / کہ آنکھون مین ہر دم پھرا کیجیے گا
نظر پڑ رہی ہی جو زندان کی جانب / کسے قید کس کو رہا کیجیے گا
وہ ہوگا چلن آپ کا رفتہ رفتہ / کہ ٹھوکر مین محشر بپا کیجیے گا

ہزبر اب اسیری سے گھبرا گئے ہین
اونھین آپ کس دن رہا کیجیے گا

جنون گیسوے خمدار اب بھی ہی جو آگے تھا / وہی سودا وہی آزار اب بھی ہی جو آگے تھا

تمہارے عشق کا آزار اب بھی ہی جو آگے تھا
زبان پر نام سو سو بار اب بھی ہی جو آگے تھا

کرین کیا خاک فکر آشیان ہم جا کے گلشن مین
وہ گلچین دی آزار اب بھی ہی جو آگے تھا

بھلا کیونکر کہین ہمسے کہ مکدر دل نہین انکا
بیان رنجش بیکار اب بھی ہی جو آگے تھا

پس مردن بھی آنکھین جانب محراب کعبہ ہین
خیال ابرو خمدار اب بھی ہی جو آگے تھا

مقام شکر ہی ہم زیر قصر یار ہین ساکن
وہی بستر پس دیوار اب بھی ہی جو آگے تھا

محبت سے اگر انکار اب وان ہی تو ہونے دو
وفاداری کا یان اقرار اب بھی ہی جو آگے تھا

رسائی ہو در جانان تک اپنی کسطرح یا دل
وہ ظالم پاسبان ہشیار اب بھی ہی جو آگے تھا

سوال وصل سے برہم ہی گو وہ شوخ پر سونے
مگر اپنا وہی اصرار اب بھی ہی جو آگے تھا

الگ بیٹھے ہوے ہنس ہنسکے کہتے ہین اشارونسے
حصول مدعا دشوار اب بھی ہی جو آگے تھا

ہنر پر اکثر وہ مجھسے پوچھتے ہین لیکے دل میرا
ترے پہلو مین وہ غمخوار اب بھی ہی جو آگے تھا

فدا دل ہمارا جو اسیر ہوا
کہو شیخ صاحب یہ کیونکر ہوا

دل شیخ مائل صنم پر ہوا
مناسب ہوا یہ تو بہتر ہوا

نہ باقی رہا ضبط رونے لگے
تری بزم مین دل جو مضطر ہوا

سماجت بہت یاس و حسرت نے کی
موافق نہ ہم سے مقدر ہوا

گلے پر چھری پھر گئی صبحِ وصل
جہان شورِ اللہ اکبر ہوا

بجھائی مری آبِ آہن سے پیاس
دمِ مرگ احسانِ خنجر ہوا

ہزارون گلون کے ورق اوڑ گئے
چمن کا پریشان جو دفتر ہوا

کہین قبر کو خاک آرام گاہ
کہ ممکن نہ تکیہ نہ بستر ہوا

ہوئی صبحِ امید گردش مین شام
تجھے ڈھونڈھتے مجکو دن بھر ہوا

شب و روز ای غیرتِ مہر و ماہ
طلب مین تری مجکو چکر ہوا

پریرو کو لکھا بھی نامہ اگر
تو عنقا جہان مین کبوتر ہوا

تمنا رہی کچھہ سزا ہی ندی
گنہگار حاضر تو اکثر ہوا

ہوا لذتِ عشق کے برخلاف
کبھی دردِ دل کم جو دم بھر ہوا

یہ کس رشکِ لیلےٰ کے غم مین ہنر بر
مین تصویرِ مجنون سراسر ہوا

باغ مین بے یار کے جانیسے ہمدم دیکھنا | دل دکھائیگا گل و بلبل کا باہم دیکھنا

خندہ زن ہی نالۂ بلبل پہ ہر دم دیکھنا | دیکھنا گلچین چمن مین گل کا عالم دیکھنا

کام ہر دم ہی حکایات ملال آمیز سے | شغل اپنا ہوگیا ہی دفتر غم دیکھنا

اختلاج قلب کا ہی میرے نکہنا اوس سے حال | تو جو ای قاصد مزاج یار برہم دیکھنا

کہتے تھے طفلی مین اونکو دیکھکر اہل نظر | نوجوان ہوئے تو دو پھر انکا عالم دیکھنا

زخم پر رکھتے ہی فوارہ چھٹا ہی خون کا | کار نشتر کر گیا تاثیر مرہم دیکھنا

طالب دیدار ہین مشتاق روز حشر کے | ہی تمہارے حسن کا جلوہ مقدم دیکھنا

آج ای صیاد میری بیقراری کو نہ دیکھ | فصل گل آئے تو بیتابی کا عالم دیکھنا

کیا غضب ہی ساتھ لیجاتے ہین مجھکو جب صبا | دیکھتے ہین گل مین تم میری طرف کم دیکھنا

تو سہی ترتا پھرے یہ آسمان شکل حباب | کیا غضب کرتی ہی اکدن چشم پرنم دیکھنا

ہی دعا اختر نگر مین ہو مبارک ای ہنر بر
خلق کو شان جلوس جان عالم دیکھنا

ایک عالم غرق طوفان ہوگیا | کیا تجھے ای چشم گریان ہوگیا

لب تک آیا حرفِ شوقِ وصلِ یار
آشکارا رازِ پنہان ہوگیا

دی چمن مین کیا کسی بلبل نے جان
چاک کیون گُل کا گریبان ہوگیا

کیا خطا کی مینے مین بھی تو سنون
کسلیے تو دشمنِ جان ہوگیا

رہگذر مین تیری خون اتنے ہوے
جا بجا گنجِ شہیدان ہوگیا

کشورِ دل ہوگیا ہُو کا مقام
خاک اوڑتی ہی بیابان ہوگیا

ہی جرس نالان ہمیشہ کسلیے
قافلہ کسکا پریشان ہوگیا

جانے والو نکا تیرے قافلہ
داخلِ ملکِ خموشان ہوگیا

میرے ویرانے مین آیا جب وہ گُل
ہر طرف کوسون گلستان ہوگیا

فصلِ گل آتے ہی بے تکلیفِ دست
پرزے پرزے خود گریبان ہوگیا

دستِ وحشت سنے وہ کی پردہ دری
چاک دامن تک گریبان ہوگیا

ٹانکے دلوانے مین جب وہ ہنس پڑے
زخم دل کا میرے خندان ہوگیا

وہ جو بیٹھے آکے پہلو مین ہزبر
دردِ دل کا میرے درمان ہوگیا

خفا تو کسلیے ای رشکِ حور ہمسے ہوا
ہماری کیا ہی خطا کیا قصور ہمسے ہوا

وہ ہمنے پی ہی شرابِ محبت ایساقی
کہ جوشِ عشق کا جس سے ظہور ہمسے ہوا

گلے سے ہنسکے لپٹ جائیے خدا کیلیے
معاف کیجیے جو کچھ حضور ہم سے ہوا

یہ کیا مجال کہ جھٹلائین آپ سچے ہین
خفا نہو جیے اچھا قصور ہمسے ہوا

تمھین بتاؤ کہ تمنے اگر نہین توڑا
تو کیا یہ شیشۂ دل چور چور ہمسے ہوا

ہمیشہ سیکڑون باتین تمھین نے کین شر کی
تمھین بتاؤ کبھی کچھ فتور ہمسے ہوا

تمھارے کہنے سے اب ہم نجائین یار کے گھر
یہ امر حضرتِ ناصح ضرور ہمسے ہوا

لیا ہی سوتے مین بوسہ خطا ہوئی ہمسے
گناہگار ہین بیشک قصور ہمسے ہوا

قضا نے جان چھوڑائی غمِ جدائی سے
الٰہی شکر کہ یہ روگ دور ہمسے ہوا

گناہگار اگر ہین تو تجھکو کیا زاہد
ہوا تو جرم خدا ہے غفور ہمسے ہوا

رہا خیال ہمین ہجرِ یار کا جو ہنر بر
تو وصل مین بھی یہ صدمہ نہ دور ہمسے ہوا

اوس بیوفا سے دل جو لگایا تو کیا ہوا
آیا نہ وہ جو زہر بھی کھایا تو کیا ہوا

مردہ مریضِ عشق کا زندہ نہو سکا
شانہ مسیح نے بھی ہلایا تو کیا ہوا

زیب اونسنے پایا ہے تو تربت کو میری دی
پھولونکو قبر پر نہ چڑھایا تو کیا ہوا

اپنی یہی خوشی ہی کہ تم شادمان رہو
عاشق سمجھکے ہمکو رلایا تو کیا ہوا

میرے لہو کیطرح نہ دیگا وفا کی بو
عطرِ حنا جو تمنے لگایا تو کیا ہوا

آخر مرے لہو سے کیے تمنے ہاتھہ سرخ
برسوں حنا نے رنگ جمایا تو کیا ہوا

یہ کونسی خطا ہی جو اتنا ہوے خفا
بیتاب تھا جو عشق جتایا تو کیا ہوا

خود بھی تو سوزِ غم سے جلی شمع ات بھ
پروانونکو جو اوسنے جلایا تو کیا ہوا

کیا ملگیا جو آپنے بسمل کیا مجھے
اک بیگنہ کا خون بہایا تو کیا ہوا

آزردہ اتنا عاشقِ بیتاب سے نہو
کچھہ حالِ دردِ دل جو سنایا تو کیا ہوا

کچھہ روزِ وصل و ہجر کی باتین کرو نہ ہر بر
آیا تو کیا ہوا جو نہ آیا تو کیا ہوا

محال ہجر کی شب ایک پل ہی نیند آنا
غضب ہی نرگسی آنکھونسے آنکھہ لڑجانا

اگر رہا نہین کرتا تو ذبح کر صیاد
کہ ایسے جینے سے بہتر ہی اپنا مرجانا

خدا سے ڈر نکر اتنا بھی ظلم ای صیاد
کہ ہم اسیر ونکا اچھا نہین ہی پھڑکانا

رہین کلیم سے یہ لن ترانیان صاحب
نکل ہی جائیگا دم مجھسے یہ نفرمانا

ادھر تو دیکھو سنو تو ابھی حیا نکرو
جب آؤگے مری آغوش مین تو شرمانا

خدا ہی جانے پری ہو کہ حور ہو کہ بشر
دیا تو دل تمھین لیکن تمھین نہ پہچانا

نہ گھورنا مجھے لیلونگا بوسہ آنکھون کا
لپٹ ہی جاؤنگا مجھپر نہ تیغ چمکانا

تمھارا دل جو کسی پر نہ آئے کیا معنی
یہ خالی جائیگا ناحق کسیکو تڑپانا

خزان قریب ہی فصل بہار آخر ہی
چمن مین پھولے لگے تم ای گلو نہ اترانا

رحیم تم ہو تمھارا گناہگار ہون مین
ملائکہ سے نہ تعذیر مجھکو دلوانا

ہر ہر پیچ تو یہ ہی سامنا ہی آفت کا
کسی پہ دل کا بھی آنا ہی جان کا جانا

ترے مکان کا پتا کوئی مجھکو کیا دیگا
ترا ہی نقش قدم رستہ بتا دیگا

نقاب رخ سے جو وہ ماہرو اوٹھا دیگا
یقین ہی جلوۂ خورشید کو مٹا دیگا

کریگا خواب عدم سے وہ فتنہ خود بیدار
سلا گیا ہی جو ہمکو وہی جگا دیگا

صدا سنینگے جو مشتاق لن ترانی کی
سوا خموشی کے کوئی جواب کیا دیگا

یہ چپ نہوگا گھڑی بھر مین ہو وہ ہو خاموش
جرس مرے دل نالان کا ساتھ کیا دیگا

دہان قبر سے کہتے ہین ساکنان عدم
کہ سبکو خاک مین اکدن فلک ملا دیگا

غضب تو دیکھو وہ کہتے ہین سُنکے غیر کا ذکر
یہ چپ کی داد ہماری ہمین خدا دیگا

وہ مجھسے کہتے ہین قید جنون مین حسرت سے
کہ تیرا نالۂ زنجیر دل ہلا دیگا

کسے خبر تھی کہ لیلے کے ساتھ مکتب مین
پڑھا لکھا ہی جو مجنون نے سب بھلا دیگا

خدا سے پائیگا اسکا عوض تو ہاتھون ہاتھ
جو ساقیا مرے چلو سے خم لگا دیگا

مجھے یہ خوف ہی رہتا ہی دور ساغر مین
مخل بزم ہون ساقی مجھے اوٹھا دیگا

غم فراق جو ہر دم بحد جھنکاتا ہی
یہ رفتہ رفتہ مجھے خاک مین ملا دیگا

خدائی مہر قیامت سمجھکے لرزیگی
نقاب چہرے سے جس روز وہ اوٹھا دیگا

تنگ ہو کے یہ غنچون سے بلبلون نے کہا
کہ غم رسیدون کا نالہ جگر ہلا دیگا

ہنر بر دلمین بٹھالو عروس الفت کو
نباہ کرنیکا سامان تمھین خدا دیگا

ہجر مین وصل کا سامان جو مجھے یاد آیا
نالے کرتا ہوا دل تا لبِ فریاد آیا

بوسۂ لب کے جو لینے کا مزہ یاد آیا
آہ کے ساتھ لبون پر دلِ ناشاد آیا

دیکھا نازان جو کسیکو ترے وعدے پہ کہین
مینے کھایا تھا جو دھوکا وہ مجھے یاد آیا

چہچہے بھی نہ کیے تھے ابھی بلبل نے کہ آہ
دوش پر دام سنبھالے ہوے صیاد آیا

پھر بہار آئی اسیرانِ قفس سے کہدو
ضبط کی فصل گئی موسمِ فریاد آیا

حیف ہے بلبلِ ناشاد کی بربادی پر
نکہتِ گل بھی نہ سونگھی تھی کہ صیاد آیا

رخصت اے تربتِ مجنون کہ چلے نجد سے ہم
کوچہ اوس غیرتِ لیلی کا ہمین یاد آیا

آرزو نے تری تصویر کی کھینچا جو مجھے
دیکھنے آئینۂ عالمِ ایجاد آیا

راہِ وحدت ہمین کثرت کی کشاکش مین ملی
ان بتون نے یہ ستایا کہ خدا یاد آیا

جذبِ دل مین بھی اثر مُہرِ سلیمان کا ہوا
دامِ تسخیر مین اپنے وہ پریزاد آیا

تیرے دیوانے نے نہلا دیا خون مین اوسے
کھولنے فصد جو اوسکی کہین فصاد آیا

خود بنا صورتِ تصویر وہ حیرانی سے
کھینچنے یار کی تصویر جو بہزاد آیا

یار محفل سے نکلوا کے بُلانا کیسا
مین نمانونگا کوئی اور ستم یاد آیا

آہ کی دل نے نہر بر اشک بھرے آنکھون مین
شام غربت کو جو دیکھا تو وطن یاد آیا

ناحق یہ ترا غیظ مین آنا نہین اچھا | اے یار غریبونکا ستانا نہین اچھا
منہ افعی گیسو کا لگانا نہین اچھا | موذی کو بہت سر پہ چڑھانا نہین اچھا
کشتون کے تمھارے ہین نشان رہنے دو انکو | قبرونکو شہیدونکی مٹانا نہین اچھا
برسونکی محبت ہی نکر ترک ملاقات | آپس مین سخن رنج کے لانا نہین اچھا
پردیکھو اولٹ دینگے تمھین دیکھ ہی لینگے | مشتاقون سے مکھڑے کو چھپانا نہین اچھا
سوز غم ہجران سے کہین خاک نہو جاے | اتنا دل عاشق کو جلانا نہین اچھا
دل توڑ دیا سنکے مرے غم کی کہانی | منہ پھیر کے بولے یہ فسانا نہین اچھا
ڈر سودے کے ہوجانے کا ہی جان کی ہی جوکھم | محفل مین پریزادونکی جانا نہین اچھا
تفتیدہ دلونکی تمھین لازم ہی تسلّی | اب جلتے ہین جو خود اونکا جلانا نہین اچھا
نرگس کی نظر نرگسی آنکھونکو نہو جاے | جادو کی طرف سیر کو جانا نہین اچھا
بس روک لو شمشیر کو مرّیخ نہو جاے | خون شہدا مین تو نہانا نہین اچھا

جو تیرِ نظر سے جگر اور دلکو اوڑا دے
ایسے کی نگاہون مین سمانا نہین اچھا

اک ایک سے آنکھین غرض لڑایا کرو صاحب
ہر اک کی نگاہو مین سمانا نہین اچھا

زلفون سے محبت نہ بہر اب کبھی کرنا
دل دیدہ و دانستہ پھنسانا نہین اچھا

فصلِ گل آتے ہی جوشِ آہ و شیون ہو گیا
چاک پھر میرا گریبان تا بدامن ہو گیا

سینۂ عشق خال کے داغون سے گلخن ہو گیا
کیا مبارک تھا یہ دانہ جس سے خرمن ہو گیا

چھوا اوڑ دستِ جنون کیون طوقِ گردن ہو گیا
کیا گریبان بھی مرا اوس گل کا دامن ہو گیا

حلۂ جنت کفن میرا ہوا ای جرم پوش
روضۂ رضوان تری رحمت سے مدفن ہو گیا

پاکدامن بھی چراغِ نور اوسے کہنے لگے
اسقدر چہرہ ترے کشتے کا روشن ہو گیا

لے اوڑا تختِ سلیمان کیطرح اک آن مین
کیا چھلاوا اوس پری پیکر کا توسن ہو گیا

آتشِ ہجرانسے خاکستر ہوے گلہای داغ
سینۂ سوزان مرا تصویر گلخن ہو گیا

ضعفِ غم مین اسقدر بھاری ہوئی مجھ بہار
پھول جو مینے اوٹھایا سیکڑون من ہو گیا

اوس پریرو پر گیا جسدم گریبان گل نے چاک
حسن و سیر پھٹ پڑا دہ چند جوبن ہو گیا

چھوڑ کر پردہ وہ بیٹھے تو نگاہِ شوق نے
کین دیدارین اسقدر اوسمین کہ چلمن ہو گیا

سامنے میرے تری تصویر جب کھنچنے لگی
دل گداز ایسا ہوا میرا کہ روغن ہو گیا

آمد آمد شانِ ستاریکی تیری جب ہوئی
شامیانہ گور پر رحمت کا دامن ہو گیا

کچھ عجب رنگ دکھلائے دو رنگی نے تری
ہو گیا گلزار صحرا انجمن گلشن ہو گیا

ہو گئی لیلی کو بھی مجنون کے مرنے کی خبر
ماتمی صف بچھ گئی سامانِ شیون ہو گیا

اوسنے گلدستے جو رکھے میری تربت پر ہزار
خار غیرون کو ہوا گلزار مدفن ہو گیا

تجکو جب مرغوب رنگ اے دلبر آبی ہو گیا
لہلہاتا تھا جو چرخِ اخضر آبی ہو گیا

آشیان سدرہ پہ رکھتا تھا مرغِ نگاہ
چشمِ گریان مین مگر رہکر آبی ہو گیا

پہنی ہین جسدن سے تمنے آبی آبی چوڑیان
رنگ اُن رنگون مین سب سے بہتر آبی ہو گیا

اسمین ماتم ہے کسی لیلی شمائل کا ضرور
خیمۂ گردون وگرنہ کیونکر آبی ہو گیا

پڑ گیا اکدن مسی مالیدہ دندان کا جو عکس
اونکی بیسر مین جو تھا وہ گوہر آبی ہو گیا

اک ہمین کو میکشی کا ذوق ہے کیا محتسب
دیکھ آنکھین کھولکر زاہد شرابی ہو گیا

ہے ترے عاشق کے غم مین ساری دنیا سوگوار
پیرہن خلقِ خدا مین گھر گھر آبی ہو گیا

دلمین جھلکی لیکے کھلوا دی جو اوسنے میری فصد
خون نیلا ہو کے نکلا نشتر آبی ہو گیا

مستی ملکر دھوئی ساحل پر جو اونگلی یار نے
دامنِ دریا اوسیدم یک سر آبی ہو گیا

تیغ تھی بے شبہہ و شک زہر آلودہ تری
نیلگون ہو کر مرا زخمِ سر آبی ہو گیا

سینے مین سوزان جو تھا وہ شکِ گریہ ہو گیا
آتشی تھا دل ہمارا کیونکر آبی ہو گیا

حسرتِ شاہِ تشنہ لب کا کب کھلا رنگ ای نہر پر
گر سیہ جامہ نہ آنسو بہکر آبی ہو گیا

بزم مین سرخوش جو وہ پیکر گلابی ہو گیا
صاف رنگ چہرۂ انور گلابی ہو گیا

تمسے کہدین کیون گلِ احمر گلابی ہو گیا
لعل لب کے سامنے آکر گلابی ہو گیا

کسقدر خوشرنگ ہی ساقی میِ رنگینِ عشق
شیشے گلگون ہو گئے ساغر گلابی ہو گیا

سرخ دامن جو ہے میرے اشک پونچھے یار نے
ہی غضب وہ جامۂ احمر گلابی ہو گیا

جسمین لکھا حال تیرے عارضِ گلرنگ کا
واہ ری تاثیر وہ دفتر گلابی ہو گیا

جب سے شیدای رخِ گلرنگ کو زخمی کیا
یار کی اوس تیغ کا جوہر گلابی ہو گیا

آئنہ خانہ مین آیا وہ گلابی تو جب
یک بیک چار و طرف وہ گھر گلابی ہو گیا

دیدۂ مخمور کی رنگت یہ آنکھونمین کُھبی
روئے جب ہم رنگ چشمِ تر گلابی ہو گیا

اوسکو خط لکھنے مین ٹپکے اشکِ خونین اسقدر
لکھتے لکھتے کاغذِ پرزر گلابی ہو گیا

کون گلگون پیرہن تھا شبکو پہلو مین نہر بر
صبح کو دیکھا تو سب بستر گلابی ہو گیا

دم ہی گھٹ گھٹ کے ترے غم سے نکلتے دیکھا
تیرے بیمار کو گر کر نہ سنبھلتے دیکھا

سوزِ الفت سے جو پروانیکو جلتے دیکھا
رات بھر شمع کو جل جل کے پگھلتے دیکھا

ناتوانانِ محبت جو اوٹھے گر ہی پڑے
لڑکھڑا کر نہ کبھی اون کو سنبھلتے دیکھا

جان لی چاہنے والیکی یہانتک ضد کی
کیا مچلتے ہو تمھین آج مچلتے دیکھا

راہ لی ملکِ عدم کی نرہا ہستی مین
جسکو ہمنے تری محفل سے نکلتے دیکھا

قابلِ دید تھی حسرت دمِ مردن اپنی
تمنے بیمار کا دم بھی نہ نکلتے دیکھا

روئے بھی آہین بھی کھینچا کیے فریاد بھی کی
پر ترا دل کسیصورت نہ پگھلتے دیکھا

بیدِ مجنون سے بھی بدتر ہی مرا نخلِ مراد
اسکو ہمنے نہ کبھی پھولتے پھلتے دیکھا

پھر نہ آنکھوں مین سمایا گلِ شاداب کوئی
جانِ جان ہمنے تو ترا نازِ تلوّن سمجھے
غم ہوا ہر گلِ شاداب کے مرجھانے کا
غش مین آنا تو ہوا ہمکو مبارک ایسا

جب ترا رنگ جوانی مین نکلتے دیکھا
رنگ جسوقت زمانیکو بدلتے دیکھا
دم جوانی مین کسیکا جو نکلتے دیکھا
ہوش مین آئے تو دیکھا تمھین جھلتے دیکھا

کی جو بیمار محبت کی تشفّی اوسنے
ای ہنر پر آئی ہوئی موت کو ٹلتے دیکھا

وہ گل ہون رنجِ چمن چھوٹکر چمن سے ہوا
گلِ مرادِ دلِ عاشقِ پرارمان ہون
لباسِ گل کی اوڑین دھجّیان گلستان مین
چمن مین غنچے نہ واقف تھے مسکرانیسے
ابھرتے ہی کبھی دیکھا نہ یوسف دلکو
کیا ہی پُرزے جو دستِ جنون نے صحرا مین
نتھی خدائی مین رسمِ خونریزی

وطن کا داغ نکلکر مجھے وطن سے ہوا
وہ پھول ہون کہ نہ واقف کبھی چمن سے ہوا
مقابلہ جو شہیدون کے پیرہن سے ہوا
نصیب حسنِ تبسّم ترے دہن سے ہوا
یہ گر کے پھر نہ برآمد چہِ ذقن سے ہوا
عناد کیون یہ اسے میرے پیرہن سے ہوا
رواجِ قتل فقط تیرے بانکپن سے ہوا

تمام عمر نہ چھوٹا دل اوسکے گیسو سے
کبھی فراغ نہ اس چاند کو گہن سے ہوا

چھڑوایا نزع کے عالم نے درد ہجران سے
الٰہی شکر کہ فارغ غم و محن سے ہوا

رہا نہ مجھمین دم آواز لن ترانی سے
کلیجہ خون مرا تیرے اس سخن سے ہوا

رہا نہ ہوش سراپا کا جوش وحشت مین
خبر بھی مین نہ کبھی اپنے تن بدن سے ہوا

کسینے بھی تو نہ توڑا بتونکو کعبہ مین
فروغ دین مرے مولا صف شکن سے ہوا

جہانمین دھوم ہوئی ہر طرف قیامت کی
خدائی مین وہ تلاطم ترے چلن سے ہوا

قفس بسانے جو صیاد لے چلا مجھکو
گلون سے ملکے مین رخصت چمن چمن سے ہوا

بڑا محاسبہ دینا تھا ای ہنر بر سے مجھے
حساب پاک مرا عشق پنجتن سے ہوا

گل امید سے بھرنیکو تھا دامن میرا
مجھسے چھوٹا ہی عجب وقت مین گلشن میرا

ہر ستم دوست بھی کرتا ہی مرے حال پہ رحم
او جفا جو کوئی تجسا نہین دشمن میرا

عکس سے اپنے یہ آئینے مین وہ کہتے ہین
ملگیا تملو کہان یہ تو ہی جوبن میرا

آئنہ دیکھکے کہتے ہین جلانیکو مرے
لوٹتا اک جلبی روز ہی جوبن میرا

اونکو ہر چند ہی انکار محبت سے مگر
اشک بھر لاتے ہین سنتے ہین جو شیون میرا

تیغ قاتل نہ لگائے تو مری کیا تقصیر
کیون گلا گھوٹ رہی ہی رگ گردن میرا

آشیان لوٹ چکے صیاد جنین گے تنکے
باغبان دیکھکے روئینگے نشیمن میرا

جوش گریہ کا ہی پوچھون کہ نہ پوچھون آنسو
تو نے ای دست جنون کیا کیا دامن میرا

یاد دلواتا ہی اوس گل کے دہن کی ہستی
خون کرتا ہی جگر غنچۂ سوسن میرا

مجھ سیہ کار کی بے شمع جو تربت ہو تو ہو
ای خدا منہ ہو ترے سامنے روشن میرا

مستعد ساری خدائی ہی زیارت کیلیے
کون کرتا ہی یہ آراستہ مدفن میرا

کہہ نہین سکتا ہون کیا جانیہ بجاتی ہی
دم جو اولجھاتی ہی تنہائی مین اولجھن میرا

ای زہی بخت مرے جامے کے اللہ اللہ
آپکا ہاتھ ہو اور گوشۂ دامن میرا

چونک اوٹھونگا مین ابھی خواب عدم سے صاحب
نام لیکر تو پکارو سر مدفن میرا

کہتے ہین مرکے بھی یہ شخص یہان سے نہ گیا
دیکھتے ہین پس دیوار جو مدفن میرا

نالے کرتا ہون تو صیاد تڑپ جاتے ہین
باغبان روتے ہین سنتے ہین جو شیون میرا

دیکھ لوگے جو کبھی گھاو جگر کا میرے
خود کہوگے کہ بھرو تو م سے دامن میرا

جامۂ اوس در پہ فقیری کا جو پہنا ہی نہ بر
پادشہ ڈھونڈھتے ہین گوشۂ دامن میرا

دل بھی خون ہو کے بہا دلمین جو پیکان آیا — صاحب خانہ کا دم لینے کو مہمان آیا
یاد مجکو رخ زیبا ترا ایجان آیا — جب کبھی تذکرۂ یوسف کنعان آیا
دھوم محبوب الٰہی کی خدائی مین ہوئی — وحی بھیجی انھین اللہ نے قرآن آیا
کہتے ہو میت عاشق کو اوٹھا او جاہی — نہ زمین دی نہ ابھی دفن کا سامان آیا
دیکھنا دست جنونکی تو ذرا چالاکی — اوبجھا دامن سے نہ جب ہاتھ تہ گریبان آیا
لاکھہ جا بخشش ہوا تیرے گلستانکی چلی — کوئی جھونکا نہ سوئے گور غریبان آیا
اپنے مجروحونکا بیرحم کیا خوب علاج — پہلے زنگار سے لبریز نمکدان آیا
دلکو وحشت ہوئی یاد آگیا مجنونکا جنون — اوڑ گئے ہوش جہان ذکر بیابان آیا
حورین فردوس سے سننے کو چلی آتی ہین — کون پڑھنے کو مری قبر پہ قرآن آیا
تیری رحمت کہ چڑھانیکو مری تربت پر — پھول دامن مین بھرے خلد سے رضوان آیا
تیرے دیدار کی حسرت مین بہائے دریا — جوش پر جبکہ مرا دیدۂ گریان آیا

عمر بھر آرزو نامہ و پیغام رہی
خط ہی آیا نہ کبھی قاصد جانان آیا

قدرتی پیرہن گل کی جو تھی قطع و برید
کچھ سمجھہ مین مری دامن نہ گریبان آیا

منزل جوش جنون کی جو مسافت طی کی
غل مچانے لگی زنجیر کہ زندان آیا

صبح ہونیکو ہی پروانون کو اب تو نہ جلا
وقت رخصت ترا ای شمع شبستان آیا

کسلیے شور قیامت مین مچا رکھا ہی
فتنہ خیزی کو کہان یہ دل نالان آیا

ای ہنر برآنکھہ ذرا کھولکے دیکھو تو سہی
لو مبارک ہو تمھین قاصد جانان آیا

ردیف با

سچ کہدو کب آوگے ہنر اوسنے کہا جب
ہمنے کہا آجائینگے لائیگا خدا جب

دل تھام لیا ضبط کا یارا نہ رہا جب
اک درد اوٹھا دلمین تو پہلو سے اوٹھا جب

تم زہر بھی دوگے تو نہ نکلیگا کبھی دم
مرجائینگے ہم آئیگی کمبخت قضا جب

کیا رحم ہی کیا جوش پہ آجاتی ہی رحمت
تم اپنے گنہگارونکو دیتے ہو سزا جب

لیلی کو بھی اوس وقت مین مجنونکی ہوئی قدر
دن موت کے آئے کسی قابل نہ رہا جب

صیاد ابھی ہم تو پھڑکتے ہین قفس مین | نغمونکا ابھی لطف ہی ہم ہونگے رہا جب
جان بھی مرے قالب سے ہوئی ساتھ ہی رخصت | جانیکو وہ دلبر مرے پہلو سے اوٹھا جب
جان اپنی مین کیونکر ترے تیرونسے بچاتا | ٹالے سے کہین ٹلتی ہی آتی ہی قضا جب
اوس وقت مین صیاد نے کی میری رہائی | اے دل نرہا سیر گلستان کا مزا جب
کہتا ہی یہ آواز گرہا دیتی ہی دل کو | سنتا ہی وہ ظالم مری پر درد صدا جب
کچھ یاد بھی ہی اسمین ہمین کرتے تھے شانہ | چھٹتی نہ لٹکتی تھی تری زلف رسا جب
اوس وقت قفس سے مجھے صیاد نے چھوڑا | مردے سے بھی بدتر مرا احوال ہوا جب
بیتابی کے عالم مین تمھین دیکھنے آیا | فرقت مین تمھاری نہ مجھے چین پڑا جب

بیکار ہنر ہر اوس سے ہی بیتابی کا اظہار
منہ پھیر لیا درد جگر سے ہمنے کہا جب

میری حسرت پر نظر کی اوسنے جب پیکر شراب
قسمین دیدے کر پلائی جام مین بھر بھر شراب
فصل گل ہی چل رہی ہی آج کل گھر گھر شراب

ساقیا پلوا دے تو ہمکو بھی دل بھر کر شراب
اپنے ہاتھوں سے مجھے بھر بھر کے جو دیتے ہین جام
نکلی آتی ہے خوشی سے شیشے کے باہر شراب
موسم گل جوش پر ہے نغمہ زن ہے عندلیب
مست تیرے وجد مین ہین باغ مین پی کر شراب
ساقیا تلچھٹ ہی دے مجکو پی دفع خمار
گرچہ شیشے مین ابھی ہے ایک دو ساغر شراب
ایک ہی ہین بادہ کش میخانہ دوران مین ہم
دو گھڑی مین خم کے خم خالی کیے پی کر شراب
ہو ترے دست مبارک سے مگر یہ شرط ہے
ساقیا میرے لیے کافی ہے چلو بھر شراب
بیخودی مین سکتے ہو کیون مٹتے الفت ہے ہین
دیکھو دل کا حال تم کہنے لگے پی کر شراب

اوس پریرو نے جو اپنے ہاتھہ سے ساغر بھرا
نکلی شیشے سے لگا کر قہقہہ باہر شراب

زندگی کا لطف اوسیکو ہی کہ ہی حاصل جسے
ابر و گلشن یار و ساقی شیشۂ و ساغر شراب

نشہ مین ہی بسکہ یاد اوس غیرت بلقیس کی
پھر رہی ہی میری آنکھون مین پری بنکر شراب

دور ساغر مین بھی کیفیت اسی صورت سے ہی
ہم تمھین دین تم ہمین دو اے پری پیکر شراب

کام آیگی مے حب علی اک دن ہزبر
دینگے اپنے عاشقون کو ساقی کوثر شراب

ردیف باء فارسی

بسملو نمین جا پڑا پانو نمین اے دل تڑپ
دیکھہ لیگا تیرے دل کی تو جو او قاتل تڑپ

جانفشانو نمین سر میدان سر محفل تڑپ
خود کہیگا بس یون اے غیرت بسمل تڑپ

استقدر بیچین ہوکر تو ذرا ای دل تڑپ
بھول جائین دیکھکر اپنی جسے بسمل تڑپ

اب نہین ہونیکا وہ ظالم ترا پرسان حال
خواہ تو دم توڑ اپنا خواہ ای گھائل تڑپ

دیکھکر دریا پہ مجکو مجھسے کہتا ہی وہ شوخ
چین سے بجرے پہ ہم ہین تو لب ساحل تڑپ

کون ہٹاتا ہی ہم بھی دیکھ لین لپٹا نجا
اک ذرا دل سے ہمارے ہٹ کے ای بسمل تڑپ

آگیا وہ شمع رو جسکا کہ پروانہ ہی تو
لے مبارک ہو تجھے خوش ہو نہ اب ای دل تڑپ

پھر گئی تجھپر چھری یہ نیمجان ہی بے چھری
ساتھ سے میرے دلکے جب جا تو نہین ای بسمل تڑپ

دیکھکر بیتاب ولٹکر پردہ لیلی نے کہا
ناتوان ہی تو نہ ای مجنون پس محمل تڑپ

یون بھلا پروانہ و بسمل سے تڑپا جائیگا
جو تڑپنا مین تڑپتا ہون یہ ہی مشکل تڑپ

نازہی برق طپانکو بیقراری پر بہت
دیکھ لون اسکو ذرا تو بھی تو ہان ای دل تڑپ

جابجا ایسا مین تڑپا اوس پری رو کیلیے
ہو گئی مشہور میری سیکڑون منزل تڑپ

جب نہاتا ہی وہ بحر حسن دریا مین کبھی
موج سے کہتا ہی تو جا کر لب ساحل تڑپ

دیکھ لین بیچینیان تیری خدا کیواسطے
جان پر بن آنی دم لے نہ اب ای دل تڑپ

جا نکل پہلو سے میرے او دل پر اضطراب
گر تڑپنے کا مزا ہی بسملو نہین مل تڑپ

کان تک اونکے نہ پونہچے یہ صدائے دردناک
ہین بہت نازک دماغ آہستہ تو اے دل تڑپ

دل بھر آتا ہی تجکو دیکھکر کہتے ہین وہ
دم تو لے اس بیقرار ایسے نہ اے بسمل تڑپ

ہی یقین مجھ بیگنہ پر رحم آجائے ضرور
دیکھ لے میرے دلِ مضطر کی گر قاتل تڑپ

ردیف تا

راحت شبِ فراق نہ پائی تمام رات
پہلو تھا اور دردِ جدائی تمام رات

سونگھے ہین اونکے دستِ حنائی تمام رات
بو سو طرح کے عطر کی آئی تمام رات

شاید نفس کی آمد و شد ہو شبِ فراق
مینے تو اپنی نبض نہ پائی تمام رات

کرتا گلہ وصال مین کیا دردِ ہجر کا
اک بات بھی تو یاد نہ آئی تمام رات

منظور ہے میرے گھر مین نہ آنا تھا آپ کو
مہندی جو پانوٗن سے نہ چھوڑائی تمام رات

بوسہ جو لیلیا تو وہ شرمائے اس قدر
تا صبح پھر نہ آنکھ ملائی تمام رات

آفت مین جان شمع کی تھی شامِ وصل سے
مینے بجھائی اوسنے جلائی تمام رات

فرقت کی شب مین شہرِ خموشان کا لطف اوٹھا
گھڑیال کی صدا بھی نہ آئی تمام رات

بھولا نہ کوئی دم غم صبح شب وصال
آیا ہی یاد روز جدائی تمام رات

کروٹ بھی اے سطر فلک نہ اوس شمع رو نے لی
کیا کیا نہ ہمنے جان جلائی تمام رات

لین چٹکیان جگر مین کبھی دلمین رات بھر
راحت نہ اونکے ہاتھہ سے پائی تمام رات

ٹھہری نہ اوسکے حسن کے آگے کسی طرح
اوٹھا اوٹھا کے مینے شمع جلائی تمام رات

ہاتھہ آئی کیا ہی دولت عشرت مجھے نہر بر
سہلائے اونکے پاے حنائی تمام رات

وہ تو نہ آئے راہ دکھائی تمام رات
تو بھی نہ اے اجل ادھر آئی تمام رات

تاثیر آہ دل نے دکھائی تمام رات
اوس مہ لقا کو نیند نہ آئی تمام رات

سمجھے حقیقت اپنی مسیحا مین کیا کہون
دلمین ہاے درد جدائی تمام رات

مر مر کے ہمنے شام جدائی کی صبح کی
بیتابیون نے گور جھنکائی تمام رات

سوتے تھے ہم تو شام سے متوالے کی طرح
کیا سوچ تھا کہ نیند نہ آئی تمام رات

اے روز وصل چھوڑ کے تنہا نہ مجھکو جا
کیونکر سہونگا رنج جدائی تمام رات

آنکھین ہماری صبحکو پتھرا کے رہ گئین
اوس بت نے خوب راہ دکھائی تمام رات

خلوت میں اونکی جائے فرشتہ بھی دخل کیا
ہوتی نہیں کسیکی رسائی تمام رات

نکلی جو وہ تلاش میں فرِ وصال کی
پھر کر بدن میں روح نہ آئی تمام رات

اک ہم ہیں جاگتے ہیں سحر تک جو شام سے
سوتی ہے ورنہ ساری خدائی تمام رات

مر مر گئے ہیں شبکو مگر صبحِ وصل نے
صورت کسیطرح نہ دکھائی تمام رات

اوس بت کے آستانے پہ سر رکھکے زاہدا
ہمنے بھی کی ہے ناصیہ سائی تمام رات

آرام وہ کیا کیے تا صبح چین سے
ایذاے ہجر ہمنے اوٹھائی تمام رات

مژدہ دیا صبا نے جو صبحِ بہار کا
بلبل نے کی ہے نغمہ سرائی تمام رات

کچھ شام سے وہ ایسے مکدر ہوے ہنر
تا صبح پھر ہوئی نہ صفائی تمام رات

میرے گھر آیا ہے اک رشکِ قمر آجکی رات
یا الٰہی نہو دو شب تو سحر آجکی رات

دل ہے بیتاب تڑپتا ہے جگر آجکی رات
کیا نہیں آئیگا وہ رشکِ قمر آجکی رات

ہاتھہ رکھکر مرے سینے پہ یہ بولے شبِ وصل
دیکھیں کسطرح پھڑکتا ہے جگر آجکی رات

ہے شبِ وصل خدا سے یہ دعا ہے میری
ہوئے تا روزِ قیامت نہ سحر آجکی رات

شام سے صبح تلک گذری ہی تارے گنتے
تھا نہ پاس اپنے جو وہ رشکِ قمر آجکی رات

ایک دو لمحے کو بھی اشک نہ آنکھون سے رکے
روتے روتے ہی کٹی چار پہر آجکی رات

جانکنی ہی جو یہی اس شبِ تنہائی مین
روح کو ہوگا اجل سے نہ مفر آجکی رات

مہربانی یہ تری یاد رہے گی برسون
نہ کبھی بھولیگی ای رشکِ قمر آجکی رات

شام سے جاتے ہو تم آو گلے تو مل لین
ہوگا دنیا سے ہمارا بھی سفر آجکی رات

کسکے دانتون کا تصور ہی کہ اپنے آنسو
صدفِ چشم مین بنتے ہین گہر آجکی رات

ہی شبِ وصل چھری ہوگی تری گردن پر
بولا ہو وقت اگر مرغِ سحر آجکی رات

صبحکو مصر کا خوش ہوکے لٹادون مین خراج
خوابمین آئے وہ یوسف جو نظر آجکی رات

شکر صد شکر کہ طالع کا ستارہ چمکا
منزلِ عشق مین آیا وہ قمر آجکی رات

کسکی مژگان کا تصور ہی شبِ فرقت مین
تیر کیون پڑتے ہین بالائے جگر آجکی رات

ہی شبِ وصل جو تم مانگ مین موتی بھرلو
شادمان ہوکے لٹادون مین گہر آجکی رات

سیرِ مہتاب ہی اوس مہرِ لقا کو منظور
شام ہی سے نہ گریزان ہو قمر آجکی رات

یہ بیٹھنا شبِ مہتاب مین ہی ڈرِ جنا
ماہ بھی آیا ہی دست نگر آجکی رات

شبِ تاریک سحد ہی شبِ ہجران شاید
ہو گی تا صبحِ قیامت نہ سحر آجکی رات

ہر شبِ ہجر نے ہر چند قیامت ڈھائی
تیرے بیمار پہ بھاری ہی مگر آجکی رات

شامِ ہجران ہی نہ بیتابی سے مہلک ہو گی
جابجا خاک پہ ٹکراؤنگا سر آجکی رات

وعدہ آنیکا تھا اوس مہرِ لقا سے جوہر
صبح تک آنکھ رہی جانبِ در آجکی رات

ردیف ثاء مثلثہ

بڑھا ہوا ہی یہ کیون اضطراب کیا باعث
جگر کو چین نہ ہی دل کو تاب کیا باعث

جو ہم کہین نہین اوسکا جواب کیا باعث
ہمین سے آپکو ہی اجتناب کیا باعث

ہی آج غش مین جو مجھپر عتاب کیا باعث
وہ کیون نہ آئے چھڑکنے گلاب کیا باعث

حیا یہ شرم یہ یکتائی پر تو نازان ہی
پھر آئنے سے نہونا حجاب کیا باعث

گئے ہوے اوسے مدت ہوئی مگر اب تک
نہ قاصد آیا نہ خط کا جواب کیا باعث

کھلا نہ حال کہ اشک کیون نہین بہتے
ہی خشک خشک جو چشمِ پر آب کیا باعث

تڑپ رہا ہی جو پہلو مین صورتِ بسمل
بتا تو اے دلِ پر اضطراب کیا باعث

جلا رہی ہے اسے آتش فراق مگر
جگر جو دیتا ہے بوے کباب کیا باعث

تمہاری ذات تو جود و کرم مین بھی مشہور
طلب جو کرتے ہو مجھسے حساب کیا باعث

روانہ ہو گئی کیون عمر کرکے کوتاہی
یہ کیا ہوا جو نہ ٹھہرا شباب کیا باعث

تمام رات کٹی ہے مری نگاہون مین
ہوا ہے آنکھون سے برہم جو خواب کیا باعث

شہید ناز تمہارا تھا مستحق نعیم
ہے بعد مرگ بھی اوسپر عذاب کیا باعث

خدا گواہ ہے بیجرم و بیگناہ ہون مین
ہوا ہے کس لیے مجھپر عتاب کیا باعث

کسی سے آنکھ بھی میری نہین لگی ہے ہنر بر
خیال و وہم ہوا ہے جو خواب کیا باعث

ردیف جیم

اگر تمام پرستان مین ہے تمہارا راج
تو کوہ و دشت و بیابان مین ہے ہمارا راج

ہمارا کشور دل بھی تو ہے تمہارا راج
تمہارے تحت حکومت ہے سب ہمارا راج

جنان مین روح مری پوچھتی ہے حورون سے
وہ پیارا کونسا ہے جسکا ہے یہ پیارا راج

برای بود یہ ہے چند روز عالم مین
شباب کا نہین ہونیکا پھر دوبارا راج

گدائی کی ہی اسی در پہ تاجداروں نے
تصدق آ کے ترے حسن پر اوتارا راج

شفیع ہو کے جہا مین وہ راج تم راجے
امید گاہ خدائی ہوا تمھارا راج

تمھین ہو پادشہ ملک حسن دنیا مین
تمھارے قبضے مین ہی خوبیونکا سارا راج

بسائین ساری خدائی مین نور کی شکلین
تمھارے حسن نے کس کسطرح سنوارا راج

خراج تمکو پریزاد دینے آتے ہین
تمھارے زیر نگین حسن کا ہی سارا راج

ہمیشہ کشور خوبی مین زور حسن بڑھاؤ
کسے نہین ہی زمانے مین یہ گوارا راج

اشارہ ملک جمع شامین یکسی کا یہ ہی
مقام ہو ہی یہان ہی یہان ہمارا راج

ہمارے کشور دلمین ہوا جو حالم عشق
ستا ستا کے اوجاڑا ہی سب ہمارا راج

نظر تم اوسکی عنایت پہ دلسے رکھو ہنر بر
عجب نہین جو خدا دے تمھین تمھارا راج

جو تہ نشینی دریا سے ہی گہر کو اوج
تو اونکے سجدۂ در سے ہی میرے سر کو اوج

دیا خدا نے جو معراج مین بشر کو اوج
نہ شمس کو نہ وہ ممکن ہوا قمر کو اوج

خط اپنا دیکے ہما کر دیا کبوتر کو
دیا حضور نے یہ ایک مشت پر کو اوج

مرے شباب کو کیا ہو گیا یہ پیری مین
مٹا نہین کبھی خورشید کا سحر کو اوج

شباب مین قدِ بالا کا پھل نہ ہاتھ آیا
اگر ہوا بھی تو کیا سروِ بے ثمر کو اوج

تم اپنے کان کا بُندا اگر نہ بنواتے
اس آبرو سے نہوتا کبھی گُہر کو اوج

گدائے خاک نشین مین ہون ترے در کا
نصیبِ دولتِ دنیا کا اہلِ زر کو اوج

ہنروروں ہی کی مشتاق ہے سرافرازی
ہمیشہ ڈھونڈھتا ہے صاحبِ ہنر کو اوج

بسیرا طور پہ ہے آشیانہ عرش پہ ہے
دیا ہے حق نے عجب طائرِ نظر کو اوج

ہوا خدائی مین مشہور پھر وہ عرش مقام
شہیدِ ناز کے تمنے دیا جو گھر کو اوج

نہ اتنا چودھوین شب پر ہوے قمر مغرور
کہ مستعار ہے مٹ جائیگا سحر کو اوج

ترے شہید کا سر ہے بلند نیزے پر
یہ بعدِ مرگ بھی حاصل ہے اوسکے سر کو اوج

ہمیشہ زلف سے بل کھانے مین رہی بالا
وہ نازکی نے دیا ہے تری کمر کو اوج

ہنر بفضلِ خدا سے عدو کا خوف نہین
جو تیغ کو ہی بلندی تو ہے سپر کو اوج

ردیف حاء مہملہ

نہ ٹھہری جسم مین ہنگامِ بیقراری روح
ادھر تو دلمین ہو اور ادھر ہماری روح

ہوئی جو ہجر مین مذبوحِ بیقراری روح
خدائی بھر مین تڑپتی پھری ہماری روح

نکل ہی جائیگی قالب سے ہوکے عاری روح
فراقِ یار مین بیچین ہے ہماری روح

تمھارے صید کے خون کی جو بو مہکتی ہے
سمجھتے ہین آہوی جانِ شکاری روح

گران ہے نبض کا چلنا یہ ضعف ہے دلمین
وہ ناتوان ہون کہ اب قلب کو ہے بھاری روح

وہ آئے تھے جو دمِ نزع یان عیادت کو
اجل نے اونپہ تصدق نہ کیون اوتاری روح

کرون نثار ہو خوشبو سنگھاؤ تم اپنی
تمھاری بو سے زیادہ نہین ہے پیاری روح

سنگھاتے ہو گلِ رخ کی جو آکے تم خوشبو
تو جانتی ہے اسے منصبِ ہزاری روح

بسی ہے بو مین روان بخش و جانفزا تری
اسی سے مجکو زیادہ ہوئی ہے پیاری روح

الٰہی کونسے گل مین بسیگی بو ہوکر
تلاش کرتی ہے کیون موسمِ بہاری روح

کسی سے بھی نہین اوٹھتا ہے صدمۂ فرقت
کرے نہ ہجر مین کسطرح بیقراری روح

بنا تو نورِ حقیقت سے ہے خمیر اسکا
کہانسے لائیگی آئینِ خاکساری روح

فرشتے پھول سنگھاتے ہین کیون نہین نکلی
اب انتظار مین کس گل کے ہے ہماری روح

عنبر بستے ہین اس سے دماغ حورون کے
ریاضِ خلد کی بو ہوگئی ہماری روح

ردیف خا

کہتا ہے بھر کے جام مین گل رو شراب سرخ
آغوشِ ماہتاب مین ہے آفتاب سرخ

بلبل کا خون کشید مین ہوتا اگر شریک
کھنچتا گلاب صورتِ لعلِ مذاب سرخ

لکھین اگر حضور مرے زخمون کا شمار
یاقوت کا قلم ہو تو فردِ حساب سرخ

آنکھین تو نذر گریۂ خونبار ہمنے کین
ہین بحرِ خون کے اب فقط دو حباب سرخ

غنچے خجل ہوے ہین گلوری جو نوش کی
ایسا ہوا ترا دہنِ لاجواب سرخ

ہم سمجھے جوش مین ہے لہو آفتاب کا
چہرہ ہوا جو یار کا وقتِ عتاب سرخ

مٹنے کے بعد پھر نہین ہوتا وہ رنگ روے
گل سرخ ہوتے ہین نہین کھنچتا گلاب سرخ

کیا جانئے کسکے غم مین سیہ پوش ازل سے ہے
دیکھا سنا نہین کبھی ہمنے سحاب سرخ

پہنی ہے اوسنے محرمِ گلرنگ روزِ وصل
ہین لعلِ شب چراغ کے یہ دو حباب سرخ

پھولی ہوئی ہے سامنے خورشید کے شفق
ڈالے ہوے ہے آج وہ رخ پر نقاب سرخ

کس ہگینہ کا خون کیا خواب ناز مین
کسواسطے ہی آج ترا فرش خواب سرخ
ہوتے جو پاس تم گل شاداب کی طرح
رکھتی ہمارے پہر بکو فصل شباب سرخ
رخسار آتشین کا تصوّر ہی ای ہنر بر
اس آگ سے جگر ہی برنگ کباب سرخ

ردیف دال

رہیگا سیر چمن کا نہ پھر مزا صیّاد
جو فصل گل مین نہ تو نے کیا رہا صیّاد
رہا کریگا اسیرون کو تو تو کیا صیّاد
قفس سے انکو نکلوائیگا خدا صیّاد
طرح طرح کے کھلینگے جگہ جگہ پہ گل
لہو جو میرا ٹپکتا ہی جابجا صیّاد
پھڑک پھڑک کے قفس مین جو مین نہ مرون تو مرون
مگر رہے تو سلامت یہ ہی دعا صیّاد
مجال کیا تھی مجھے تو اسیر کیا کرتا
قفس مین لائی ہی مجکو مری قضا صیّاد
ہمیشہ پر مرے نوچے صدا گلا گھونٹا
خدا کا خوف نہ تو نے کبھی کیا صیّاد
لہو تو روتے ہین لیکن ہمارے ضبط کو دیکھ
نہ تیرا شکوہ نہ گلچین کا ہی گلا صیّاد
بہار آئی ہی خوشدل ہون چہچہاتا ہون
دکھا کے دام نہ سہما چمن سے جا صیّاد

گناہ کیا ہی جو تو نوچتا ہی پر میرے
یہ مجکو ملتی ہی کس بات پر سزا صیاد

کرون جو باتین خوشامد کی تجھسے تو کیا ہی
گلون سے بھی نہین کی مینے التجا صیاد

وہ زمزمے مین سناؤن کہ برسون وجد کرے
قفس چمن مین جو لٹکا دے تو مرا صیاد

نرکھیو ایک سے امید لطف ای بلبل
کہ باغبان ہی بیرحم و پُر دغا صیاد

چلو ہزبر ریاض نجف کے بلبل ہو
کروگے عیش وہان جا سکیگا کیا صیاد

ردیف ذال

نامہ لکھنے کو جو لے وہ گل رعنا کاغذ
عکس رخسار سے ہو صاف مطلا کاغذ

اسقدر ہمنے خط شوق لکھے ہین انکو
ڈھونڈھتے ہین تو جہان مین نہین ملتا کاغذ

کندنی رنگ کی انکی ہین صفت لکھتا ہون
کیا عجب ہی جو زرافشان ہو سراپا کاغذ

کسی اچھے کو جو ہو نامہ نگاری منظور
خط کے لکھنے کے لیے چاہیے اچھا کاغذ

ہوگی مضمون جنون کی نہ کبھی گنجایش
بن بھی جائیگی اگر وسعت صحرا کاغذ

کیون پر و بال کبوتر کا اوٹھاؤن احسان
یار تک جائیگا اوڑ کر مرے خط کا کاغذ

بخشو انکے لیے جوش مین رحمت آئی
اوسنے جسوقت گنہگار و نکا مانگا کاغذ

اسکا مطلب یہ کھلا کچھہ نکہ بینکے تحریر
مجکو بھیجا ہی جو اوس شوخ نے سادا کاغذ

نامہ اوس نور مجسم کا مجھے لکھنا ہی
ورق نور مین ڈھونڈھون نہین ملتا کاغذ

مین ترے خط کے تصور مین کبوتر سمجھا
جب ہوا مین کوئی اوڑتا ہوا آیا کاغذ

شرح رنگ رخ و چشم تر عاشق ہی وہ خط
آدھا ہی زرد اگر آبی ہی آدھا کاغذ

تیرے خط سے ہی دو رنگی ہی ترے دل کی عیان
نصف لکھا ہوا ہی نصف ہی سادا کاغذ

نامہ اوس غیرت گلزار کو لکھنے کیلئے ہر بار
ای صبا تو ورق گل سے بنالا کاغذ

ردیف رای

کیا میری خطا مجسے ہو بیزار سمجھکر
گر ترک ملاقات نہ لایار سمجھکر

غم پیس رہا ہی مجھے بیمار سمجھکر
تم رحم کرو صاحب آزار سمجھکر

لائی ہی ہوس دہر مین گلزار سمجھکر
آتے تھے نہ ہم وادی پرخار سمجھکر

غافل کبھی بیمار محبت سے نہو نا
للہ دوا کیجیو ای یار سمجھکر

گلزارِ ارم مین ابھی اوڑ جاؤنگا صیاد
بے بس مجھے سمجھا ہی گرفتار سمجھکر

او جان کے گاہک سے ترار دو مین جو آئے
سودائی ہوے حُسن کا بازار سمجھکر

سایہ مین بھی ٹھہرا نہین مین خلدِ ارم کے
ہان دیکھہ لیا ہی تری دیوار سمجھکر

لپٹا جو مین بیتاب تو شرما کے وہ بولے
دیوانے نہو جاؤ کرو پیار سمجھکر

صیاد یہی کہتا ہی سُنکر مری فریاد
نالہ بھی کرے مرغِ گرفتار سمجھکر

لی زخم مین ظالم نے اس انداز سے چٹکی
بوسے لیے دل نے لبِ سوفار سمجھکر

ہی چاہِ ذقن بھی چہِ بابل سے زیادہ
تو اسمین جو گرنا تو دلِ زار سمجھکر

سودے مین بھی ہی ہمسے تری گرمیِ بازار
کر ہمکو جدا یار نہ بیکار سمجھکر

خود رفتہ ہین آپ اور ہی افتادہ مرا دل
کُچلے نہ کہین دیکھیے رفتار سمجھکر

بیمارِ محبت ہون مجھے دیکھنے آنا
پرہیز نکرنا کہین بیمار سمجھکر

داغونکا ذخیرہ جو مرے دل مین ہوا ہی
تم سیر کو آؤ اسے گلزار سمجھکر

جبریلِ خدائی ہین کہین وحی جو لائے
ہم سُننے لگے آپ کی گفتار سمجھکر

اتنی بھی خود آرائی و غفلت نہین زیبا
ای ظالمِ بیرحم و جفا کار سمجھکر

منہ اپنا چھپا لیتے ہین وہ نازو ادا سے
ہر بار مجھے طالبِ دیدار سمجھکر

رکھنا نہ قدم کوچۂ گیسو مین یکایک
دیکھ ای دلِ خود رفتہ خبردار سمجھکر

پروانہ دلکو تھا مرے شمع سے کیا کام
لپٹا تھا ترا شعلۂ رخسار سمجھکر

دی جو کسی دن نہ خبر اوسنے مری کی
دل مینے دیا تھا اوسے دلدار سمجھکر

آخرِ شب وہ چلے مجھسے گریزان ہوکر
رہگئی غمسے سحر چاک گریبان ہوکر

ہمصفیرانِ چمن سے مرا کہنا احوال
ای صبا ہو ترا جانا جو گلستان ہوکر

میری تربت پہ جو ای ابرِ کرم آیا ہی
سایہ کر رحمتِ معبود کا دامان ہوکر

ہوتے ہی صبحِ شبِ وصل قیامت آئی
وہ اوٹھے پہلو سے ہم رہگئے ارمان ہوکر

کسلیے نفس کے پھندے مین گرفتار ہی دل
کیون پھنسا دیو کے پنجے مین سلیمان ہوکر

آرزو ہی کہ رہون تیرے درِ دولت پہ
زندگی بھر مین کرون چوکسی دربان ہوکر

غمسے گھلجائیگی پروانیکے جلنے سے ضرور
شمع کے اشک نہین تھمنے کے گریان ہوکر

دردِ دل سنکے مرا کہتے ہو مطلب کیا ہی
یون تو نافہم نہ بنجاؤ سخندان ہوکر

حسرت و یاس و تاسف نے کیا دل میں ہجوم — ہم جو نکلے طرف گور غریبان ہو کر
چھپاتی ہی نہیں کنج قفس میں بلبل — ایسی چھپ گئی افسوس خوش الحان ہو کر
گل میرے داغوں کے دل میں تجھے ذرا کھلنے دو — سیر دکھلائینگے تمکو یہ گلستان ہو کر
تیر اونکا لب شوق جو ہو جاتا ہے — کیا خوشی زخم جگر کرتے ہیں خندان ہو کر
غمزدے تیری جدائی کا جو غم کرتے ہیں — مسکراتے بھی نہیں پھر کبھی گریان ہو کر
اے پیروے تر دیوانے کی فصل گل ہیں — دھجیاں اڑنے لگیں چاک گریبان ہو کر
دفن کو آئی جو میت ترے سودائی کی — خاک اڑانے لگے گلزار بیابان ہو کر
ساتھ ہی سوچ کے انجام کو شبنم روئی — گل شگفتہ جو ہوئے صبح کو خندان ہو کر
ساتھ ہی میں بھی لگا لپٹا چلا جاؤنگا — مجھسے جائیگی کہاں عمر گریزان ہو کر
ہیں تو اک وحشی و دیوانہ عریان تن ہوں — مجھسے کیا لیگا جنون دست و گریبان ہو کر
زاہد و واہ کیا کسنے بتوں کو سجدہ — کلمہ کفر تو بولو نہ مسلمان ہو کر
دیکھیے کونسی بلبل کا قفس بستا ہے — بوے گل باغ سے نکلی ہے پریشان ہو کر
یا علی جلد یہ حاصل ہو تمنا ہے ہنر — آئے پھر روضۂ اقدس یہ خراسان ہو کر

لوٹے مزے یقین شفاعت کے زور پر — کیا کیا گنہ کیے تری رحمت کے زور پر

نازان نہ مال پر ہون نہ دولت کے زور پر — مستغنی ہون فقط تری رحمت کے زور پر

رند خدا پرست ہون مین وہ کریم ہی — زاہد مجھے ڈرا نہ عبادت کے زور پر

ہمراہیون سے چھٹ کے پس کاروان رہا — رو رو دیا ہون آج نقاہت کے زور پر

مضمون نئے ہون بندش اشعار ہون نفیس — یہ باتین منحصر ہین ذہانت کے زور پر

مشکل ہو یا کہ سہل زمین شعر خوب ہون — موقوف ہی یہ رنگ طبیعت کے زور پر

دل تو دیا ہی جان بھی تمسے نہین عزیز — یہ اپنی ہمتین ہین محبت کے زور پر

ایسی تو ہمنے حسن پرستی کی دھوم کی — یوسف سے بحث کی تری صورت کے زور پر

دلمین ہی درد عشق بچالو مری بھی جان — تم تو خدائی کرتے ہو قدرت کے زور پر

تو چاہے تو مہتم قیامت سے ہو نجات — آیا ہون مین یہان تری رحمت کے زور پر

معلوم ہوگا حشر کو کل زاہد و تمھین — بھولے ہوے ہو آج عبادت کے زور پر

کسکے گناہ کیسا عذاب اوسکے ہاتھ ہی — بھولا ہون مین رحیم کی رحمت کے زور پر

کیونکر نہ ای مہر برسے گا وہ بیوفا — نازان ہو تمھین بھی اپنی محبت کے زور پر

ردیف زای

کیا اوٹھائیگا کوئی ابروِ خمدار کے ناز
میری گردن سے اوٹھے بس تری تلوار کے ناز

ہوئی صحرا مین جو کچھ درد کی لذّت حاصل
چھاتی تلوونکی اوٹھاتی رہی ہر خار کے ناز

کبھی نرمی کبھی گرمی کبھی غمزے کبھی سخن
سب اوٹھاتے رہے ہم اوس بتِ عیّار کے ناز

نازبرداری جو اوس شوخ کی کی دل نے تو کیا
عشقباز ہمین اوٹھاتے ہین سبھی یار کے ناز

کبک قربان ہون طاؤس گرین قدمون پر
سب ٹھہر جائین جو دیکھین تری رفتار کے ناز

جھڑکیونپر بھی سبب دردِ جگر کا پوچھا
کیون مسیحانے اوٹھائے ترے بیمار کے ناز

اپنے مجنونکی کوئی ہٹ کبھی تم بھی رکھ لو
گل کو دیکھو کہ اوٹھاتا ہی سدا خار کے ناز

عشوہ کیا خاک کرے کنجِ قفس مین بلبل
کون اوٹھائیگا اسیری مین گرفتار کے ناز

لیکے دل آپ چلے ہین جانکی خاطر پہ مچلے
اب اخلاص کے ہین ناز کہ ہین پیار کے ناز

لے رہا ہی دہنِ زخم سے بوسے اوسکے
کونسے دلکو خوش آئے تری تلوار کے ناز

غمزے معشوقونکے عشّاقکو خوش آتے ہین
جو ہین جانباز اوٹھاتے ہین وہ تلوار کے ناز

مسکرا کر دلِ مجروح پھڑک جاتا ہی
تیری چٹکی مین ہین ملتے لبِ سوفار کے ناز

ہی تو یہ عاشق و معشوق مین افسانہ ہی
بلبلون نے وہ اوٹھائے گل و گلزار کے ناز

کسقدر جوش عنایت ہی کہ اللہ اللہ
تیری رحمت نے اوٹھائے ہین گنہگار کے ناز

ای ہنر بر آکے کسی روز وہ دل لے لیگا
تم اوٹھاتے تو ہو اوس شوخ ستمگار کے ناز

ردیف سین

اب پریونکی ہوس ہی نہ پرستانکی ہوس
دل جو اولٹا ہی تو ہی کوہ و بیابانکی ہوس

سلطنت کی ہی نہ ہی ملک سلیمانکی ہوس
دلکو ہی آٹھ پہر کوچہ جانانکی ہوس

پیرہن کانٹون سے نچواتے چلے وحشت مین
لیچلی دشت کو پھر چاک گریبانکی ہوس

جب کسیطرح رسائی نہوئی آخر کار
خاک اوڑوانے لگی کوچہ جانانکی ہوس

کوی جانا کہین ڈہلکے نہین ہی وحشت
کسلیے پھر مین کرون سیر گلستانکی ہوس

خاک پا یار کی مجکو جو کہین ملجائے
زندگی بھر نکرون کحل صفاہانکی ہوس

دم ہی مہمان کوئی دم چند نفس ہی ہستی
بوریا ڈھونڈھ نکر تخت سلیمانکی ہوس

لکھنو جسنے کہ دیکھا ہی بچشم انصاف
ہی یقین وہ نکرے ملک سلیمانکی ہوس

بھاگنا چاہیے سایے سے پریزادونکے
ہوش اوڑا دیتی ہی انسان کے پرستانکی ہوس

شوقِ دیدار مین دم بھر کبھی آنسو نہ تھمے
او سپہ نکلی نہ مرے دیدۂ گریانکی ہوس

منہ کو آئیگا کلیجہ ترا اُس ای بلبل
خونِ رُلوائیگی تجکو گلِ خندانکی ہوس

درد آمیز یہ اشعار جو ہونگے مشہور
اہلِ دل دل سے کرینگے مرے دیوانکی ہوس

آرزو اب تو وطن کی بھی نہین ہمکو ہزبر
دل مین اپنے ہی درِ شاہِ خراسانکی ہوس

ردیف شین

بعدِ مردن بھی نہین گلشنِ رضوانکی تلاش
ابتلک روح کو ہی کوچۂ جانانکی تلاش

جستجو دلکو کسیکے قدِ بالا کی ہی
کی جنانمین بھی اوسی سروِ خرامانکی تلاش

گلشنِ دہر مین دیکھا نہ کبھی روی ہنسی
خار دیتی ہی رہی سیبِ زنخدانکی تلاش

آرزو مین ہین لیلی کی قدمبوسی کی
برسون مجنونکو رہی سیرِ بیابانکی تلاش

آئے ہین خلد کے پھولونکی مسہری لیکر
دو فرشتونکو ہی اک گورِ غریبانکی تلاش

مسکرانا مرے زخمونکا جو دیکھے بلبل
بھولکر بھی نکرے پھر گلِ خندانکی تلاش

کون آوارۂ وطن نجد مین غم اہان ہی مرا
کس پریشانکو ہوئی مجھسے پریشانکی تلاش

صورتِ نقشِ قدم فرشِ زمین ہین بجاہون
ابتو اسواسطے ہی کوچۂ جانانکی تلاش

پھر وہی سیکھا ہی آکے اوبھنا مجھے
پھر ہوئی دستِ جنون میرے گریبانکی تلاش

پھر خزان جاتی ہی پیدا ہوئی ہی بلبل کو
وہ جو ناخواندہ تھا مہمان اوسی مہمانکی تلاش

یہ تو کہہ چھیڑیگا تو زخم وہ کس گھائل کے
کیون ہی ای قاتلِ بیرحم نمکدان کی تلاش

آجکل موسمِ گل مین ہی وفورِ وحشت
کیون نہو اس دلِ وحشی کو بیابانکی تلاش

قیس کو چھاننی منظور ہی صحرا کی جو خاک
کیون نہین کانٹون مین کرتا مرے دامانکی تلاش

رایگان عشق مین محنت نہ زلیخا کی ہوئی
مدتون گرچہ رہی یوسفِ کنعانکی تلاش

کیا دلاتو بھی دکھائیگا شبِ وصل کا لطف
ہی جو پروانۂ شمع شبِ ہجرانکی تلاش

کیا مزا درد کا الفت مین ملا تھا دلکو
مرتے مرتے نہوئی ہمکو جو درمان کی تلاش

کارخانون مین دنیا کے کرو فکر ہنر پر
چاہیے طاعتِ معبود کے سامانکی تلاش

ردیف صاد

وصل سے کم ہوئی نہ دم بھر حرص
اور بڑھتی گئی برابر حرص

کی فقیرون نے ترک کیونکر حرص
ہی سلاطین کو بھی پی زر حرص

دیکھے لالچ دبا رہی ہی مجھے
توڑتی ہی پہاڑ مجھپر حرص

دولت وصل کی ہوس ہی ہمین
مال کی کرتے ہین تونگر حرص

ای دل مستقل تو ہی بتلا
صبر بہتر ہی یا کہ بہتر حرص

لطف آب بقا مین کیا سمجھا
کس لیے کی تھی ای سکندر حرص

کچھہ سنا اتوگل بھی کرتے ہین
رنگ کی میرے ای گل تر حرص

پیاس بجھتی نہین کبھی قاتل
کیون نہو بہر آب خنجر حرص

ہین قناعت سے ہم تو مستغنی
کیون اڑی ہی ہمارے در پر حرص

روح دیدار کی ہوئی طالب
بڑھ گئی اور اپنی مرکر حرص

مجکو دیتے جو دولت دیدار
دل کو ہوتی نہ بندہ پرور حرص

مجھہ گدا کو ہی ذوق نفس کشی
مال و زر کی کرین تونگر حرص

ظل سبحان کے تم خلف ہو نہر
نکرو اس سے اور بڑھکر حرص

ردیف ضاد

پریونکی بزم سے ہے نہ گلزار سے غرض — مجکو فقط ہے انجمن یار سے غرض

کیا مجکو چتر پر زر وزرتار سے غرض — رکھتا ہون تیرے سایۂ دیوار سے غرض

ہے دلکو میرے حسرت دیدار سے غرض — کل کائنات مین ہے فقط یار سے غرض

ہمسے رکھائیان کرو تم چاہو جسقدر — مرتے ہین تمپہ ہمکو ہے دیدار سے غرض

کافی ہین ہمکو ابرو و مژگانکی جنبشین — خنجر سے واسطہ ہے نہ تلوار سے غرض

نرگس ہماری آنکھ سے حسرت ہے سیکھتی — بیمار کی نکلتی ہے بیمار سے غرض

ایدل چٹارہا ہے جو اپنا لہو اسے — نکلی ہے کونسی تری سوفار سے غرض

ہوتا کبھی نہ ہمسے قیامت کا سامنا — رکھتے اگر نہ ہم تری رفتار سے غرض

غافل ہو اپنے چاہنے والون سے اسقدر — بیخود سے واسطہ ہے نہ ہشیار سے غرض

پڑتی نہین نگاہ پری پر نہ حور پر — ہم رکھتے ہین فقط ترے دیدار سے غرض

دل تونے لے لیا ترے سودائی تو ہوے — اتنی تو نکلی حسن کے بازار سے غرض

برسون سے گھیرے ہے جو انھین انتظار یار — کیا جانین کیا ہے دیدۂ خونبار سے غرض

مطلب مجھے شفا سے نہ صحت سے واسطہ — رکھتا ہون مین تو عشق کے آزار سے غرض
پہلو مین اپنے کسلیے دیتے ہین اسکو جا — کیا وجہ ہی گلونکی ہی کیا خار سے غرض

کلمہ زبان پہ ہوگا دمِ حشر یہ ہنر بر
ہمکو ہی عشق حیدرِ کرار سے غرض

ردیف طا

اوس پریرو نے بڑھایا ہی جو اغیار سے ربط — اب نہین رہنے کا مجھ عاشقِ غمخوار سے ربط
للہ الحمد ہوا عاشقِ سرشار سے ربط — بندہ پرور نے کیا اپنے گنہگار سے ربط
کسکا دل چھیدنیکو دی ہی جگہ پہلو مین — کسلیے باغ مین ہر گل نے کیا خار سے ربط
اپنے پہلو مین جگہ دے مجھے دم بھر کیلیے — آرزوئین ہین کہ اتنا تو بڑھے یار سے ربط
ہمدمی کرنیکا ارمان ہی جو عیسےٰ کو — چاہتے ہین کہ بڑھائین ترے بیمار سے ربط
حشر مین شانِ کریمی اوسے دکھلائینگے — خود بدولت نے بڑھایا جو گنہگار سے ربط
کوئی دم ہاتھ سے چھوڑیگا نہ صیاد قفس — عشق ہوگا جو بڑھا مرغِ گرفتار سے ربط
خون چٹایا ہی جگہ دی اسے روزن ہو کر — اسقدر دل نے بڑھایا ترے سوفار سے ربط

بیخودی جوش جنون درد جگر بیتابی
سایۂ دامن رحمت مین جو دیکھا ہی آرام
روح قالب سے جو نکلی ہو بے جو ہر آئین
اپنے پہلو مین وہ جا غیر کو دیتے ہین د

عشقبازی مین رہیگا انھین دو چار سے ربط
متقی چاہتے ہین تیرے گنہگار سے ربط
ہی یہ دم بھر کا ہمارا تری تلوار سے ربط
ہم بھی کر لینگے کسی شوخ طرحدار سے ربط

مین بھی ہون مدح سرائے گل رعنا ہر بر
مجکو بے وجہ نہین بلبل گلزار سے ربط

ردیف ظاء

سر پھراتا ہی کیون مرا واعظ
ہی گنہگار کا خدا واعظ
اوسکی ستاری پر ہی کسکو نظر
تو عبادت پہ اپنی نازان ہو
اوسکی رحمت سے ہم ہین واقف خوب
تیرا سجادہ بے ریا ہی کہ یہ

نیک بندون کے پاس جا واعظ
کون دیگا اوسے سزا واعظ
لپٹے دامن سے ہم ہین یا واعظ
مجرمون کا بھی ہی خدا واعظ
تو ڈراتا ہی ہمکو کیا واعظ
دیکھہ تو میرا بوریا واعظ

تجھسے پہلے ہی میری آمرزش / دیکھلے رحمت خدا واعظ

قیس و فرہاد جب تھے دنیا مین / تب نہ کوئی جہان مین تھا واعظ

ہوگا کچھ فائدہ نہ اس سے تجھے / بس نصیحت سے باز آ واعظ

حشر کے دن مری شفاعت پر / ہونگے محبوب کبریا واعظ

حلۂ خلد مجکو دینے کو / آئینگے شاہِ لافتےٰ واعظ

مین تو دم پنجتن کا بھرتا ہون / یہی ایمان ہی مرا واعظ

جب مین جانون کہ تو خدا رس ہی / کچھ کرامت مجھے دکھا واعظ

تو بھی اوس پر فریفتہ ہو جا / عشق مین ہی عجب مزا واعظ

کب سُنینگے کسیکی بات ہنر / ہمکو ہی عشق دلربا واعظ

تیرا ہر دم رہے خدا حافظ / ہی جو سارے جہان کا حافظ

تیرے بندون کی ہر قضا حافظ / ان چراغون کی ہی ہوا حافظ

اونکے پہلو مین ہم جو جا بیٹھے / اوٹھکے کہنے لگے خدا حافظ

ہر بلا سے بچائے رکھتا ہی — ہی ہر اک جا پہ کبریا حافظ

نہ رہا کچھ بھی ہمکو خوف و ہراس — جب کہا صدق سے کہ یا حافظ

مصحفِ رخ ہی اون کا یاد ہمین — حفظ اوسکو کرے گا کیا حافظ

آئینے تک نہ اونکو جانے دیا — شرم اونکی رہی سدا حافظ

نہ گذر ہوگا بے وفائی کا — میرے دل کی تو ہی وفا حافظ

اونسے مانگی عدم کی رخصت جب — کہدیا جائیے خدا حافظ

جو صنم دیکھا اوسکا بندہ ہی — ایسے دل کا ہی بس خدا حافظ

بیٹھا آرامِ جان جو پہلو مین — دردِ دل نے کہا خدا حافظ

ایڑیون تک پہونچ گئی ہی زلف — اب کمر کا تری خدا حافظ

ڈر نہین ہی ہنر بر دشمن کا
میرا اللہ ہی مرا حافظ

ردیف عین

کیا کہون کس طرح جلتی ہو تری محفل مین شمع
شرم کے مارے گھلی جاتی ہو دل ہی دل مین شمع

پڑرہی ہی چھوٹ کسکے شعلۂ رخسار کی
جھلملاتی ہو بجھی جاتی ہو کیون محفل مین شمع

کشتگان یار ہیم شام سے تڑپے جو رات
سوزش غم سے جلا کی محفل قاتل مین شمع

قبر روشن ہوگئی ای شعلۂ داغ جگر
کسنے بھیجی ہو مسافر کے لیے منزل مین شمع

یار تیرے حسن کا رعب اوسپہ ایسا چھا گیا
صبح تک تھرّائی لرزا کی تری محفل مین شمع

بزم مین اوسکی جو کچھہ ہوتا نہین اوسکو فروغ
مارے غیرت کے گھپی جاتی ہو اپنے دلمین شمع

جسکی محفل مین ہو تو اوس سے خیال ہمسری

جا ئے غیرت ہی ذرا تو سوچ اپنے دل مین شمع

عکس ہی بیسر کے موتی کا زنخدان مین تری

یا جلائی ہی کسینے یہ چہ بابل مین شمع

تا قیامت یہ دیے جا ئیگی اک لو نور کی

عشقبازی نے یہ روشن کی ہی میرے دل مین شمع

لو لگی ہی اسکو بھی حسن و جمال یار کی

بے سبب جلتی نہین ہر خانہ و منزل مین شمع

کچھ تمنا ئے فروغ ظاہری اصلا نہین

نور عرفانی سے روشن ہی ہمارے دل مین شمع

ناز سر تابی کرے گی تو جو بزم یار مین

خاک مین ملجا ئیگی پڑ جا ئے گی مشکل مین شمع

حب شاہ دین مین روشن رکھہ دل اپنا ای بہزبر

روشنی اوسکی بنے گی گور کی منزل مین شمع

ردیف غین

شمع روی یار کا ایسا ہوا کامل فروغ / جسکے آگے ہوگیا خورشید کا باطل فروغ
پیش ازین آئینے کا رتبہ تھا کیا کیا قدر بھی / عکس روی یار سے اوسکو ہوا حاصل فروغ
مانگنا اچھا کسی شی کا کسی سے بھی نہین / ساری دنیا مین کہین پاتا نہین سائل فروغ
لاکھ صورت سے حسینان جہان بنکے آئین / روبرو تیرے ہی اور ونکو بہت مشکل فروغ
ہیرے آئنیسے یہان روشن ہے ہو شمع و چراغ / پیشتر تجکو تھا ای گور کی منزل فروغ
نور کی اک لو لگی ہی تجھمین اسکا شکر کر / حق تعالے نے دیا ہی تجکو یہ اے دل فروغ
آج ہی جو کل نہین ہویگا یہ عالم ترا / میہمان ہے رات بھر یہ ای مہ کامل فروغ
راتکو اوس مہ لقا کے شعلۂ رخسار نے / شمع کا کیا کیا مٹا یا ہی سر محفل فروغ
اتنی روپوشی نکر اب قیس کی لیتا ہی غیر / ہی اوسے دم سے ترے ای لیلی محمل فروغ
فوق کیا فرہاد و مجنونکو ہی مجھپر عشق مین / سامنے عالم کے پاتا ہی نہین جاہل فروغ
ذرہ ناچیز تابان خاکساری سے ہوا / منکسر ہونیسے اوسکو ہوگیا حاصل فروغ
حورین آتی جاتی ہین شمعین جلا نیکیلیے / تیرے کشتے کی لحد ہی کیون نہو قاتل فروغ

ذرّۂ ناچیز ہون ارضِ نجف کا ای ہنر بر
ہوئیگا خواہی نخواہی مجکو بھی حاصل فروغ

ردیف فا

یون رفتہ رفتہ عشق مین میرا بڑھا شرف
فرہاد و قیس دونو نپہ مین لیگیا شرف

انسانِ مشت خاک کا سب سے بڑھا شرف
یہ ہی خدا کی دین جسے دے خدا شرف

معراجِ دار پر ہی یہ رتبہ بلند ہی
منصور نے یہ عشق مین حاصل کیا شرف

عشاق میرے نام کی تعظیم کرتے ہین
اب عاشقی مین کون ہی اسکے سوا شرف

حاصل تو ہر طرحکا شرف ہی تمھین مگر
رکھتے ہین بیوفاؤنپہ اہلِ وفا شرف

تو ای حسین مہرِ سپہرِ جمال ہی
ہو تیرے روبرو مہ کنعانکو کیا شرف

رونق دہ جمالِ حسینان ہی اوسکا حسن
ہر ذرّے کو ہی مہر سے حاصل ہوا شرف

کیا کیا نہ خاک اوڑا کے دکھایا ہی اپنا اوج
پر آسمان ہی کو زمین پر رہا شرف

آزاد رنج و فکر سے رہتا ہی روز و شب
رکھتا ہی بادشاہون پہ تیرا گدا شرف

میرے خوشا نصیب کہ پروانہ ہون ترا
ای شمع رو یہ فخر مرا ہی مرا شرف

منقار مین جو لیکے اوڑا میرا استخوان
طائر ہین جتنے لیگیا سب پر ہما شرف

پیغام لیگئی ہی جو عاشق کا یار تک
کیا کیا نہین بڑھا ترا بادِ صبا شرف

دامن سے تیرے آکے لپٹتے ہین متقی
ایسا ترے حضور سے حاصل کیا شرف

عاشق انھین کا ہو نہین توسّل انھین سے ہی
مجکو ضرور دینگے شہِ لافتی شرف

مداح آفتاب رسالت کا ہون نہر بر
محشر مین مجکو دینگے حبیب خدا شرف

ردیف قاف

پوچھو نہ کچھ فراق مین کسکسکو تھا قلق
دلکو جدا قلق تھا مجھے تھا جدا قلق

پیدا ہوئی نہ صورت وصلِ حبیب آہ
ہمکو تمام عمر اسی کا رہا قلق

ارمان دلکے دل ہی مین رہجاتے ہین تمام
کیونکر کرین نہ موت کا شاہ و گدا قلق

ہوش و حواس تاب و توان نے دیا جواب
کس کسکا ایک پیری نے مجکو دیا قلق

چھٹکار درد دل سے ہو مجکو نہین امید
اللہ ہی جو کھوئے تو جائے مرا قلق

اتنا جو گھٹ رہا ہی کہین خون ہو نجائے
کیا ہی جو دلکو آج ہی کل سے سوا قلق

دل ٹوتا ہی درد کی جی بھر کے لذتمین
دیتا ہی تیرے ہجر مین کیا کیا مزا قلق

عشاق کے رفیق یہی ہین فراق مین
افسوس و بیقراری و آہ و بکا قلق

جو کچھ کہ پیش آنی ہی پیش آیگی ضرور
مرنا ہی ایکدن شدنی اسکا کیا قلق

ہی خوف جوش غم مین تراخون ہو نجاے
ای دل نکر زیادہ براے خدا قلق

فرقت مین کون کون سے صدمے کو مین سہون
دل کا جدا قلق ہی تمھارا جدا قلق

آئے نہ وہ ہماری عیادت کے واسطے
افسوس مرتے مرتے اسیکا رہا قلق

حامی ہین تیرے حیدر کرار ای بہزبر
تجکو تو حشر مین بھی نہوگا ذرا قلق

ردیف کاف

جلایا تپ غم نے مجکو یہان تک
کہ جل جلکے چونا ہوئین ہڈیان تک

ستایا مٹانا تھا تجکو جہان تک
فلک باز آ اب بھی آخر کہان تک

نہ صیاد آیا نہ گلچین نے پایا
نہ پونہچا کوئی مجسے بے خانمان تک

ترے خاکسارونکے قدمونکی جانب
ہمیشہ رہا سرنگون آسمان تک

پھرے جا بجا ٹھوکرین کھائین کیا کیا
ترے عشق مین ہم گئے لامکان تک

اوتر کر جو بال اوسنے دریا مین دھوئے
پھنسین دام مین زلف کے مچھلیان تک

یہ کیسی تھین بیباکیان یہ تو کہیے
بجین غیر کے کان مین چٹکیان تک

جو کوچے مین اوس حور وش کے پڑے ہین
نہین دھیان بھی اونکا تا جنان تک

خدا کے لیے ای صبا تو ہی جا کے
مرا نامہ پونہچا مرے مہربان تک

بڑی قید ہی تیرے وحشی کی خاطر
پنہا دی ہین حداد نے بیریان تک

خدا کی قسم قول اپنا تو یہ ہی
مزا زندگی کا ہی عشق بتان تک

تری راہ مین یار دل مال کیا ہی
جو ہو حکم صدقے کرون نقد جان تک

مرے دستخط کو پڑھا دل ہی دلمین
نہ آیا مرا نام اوسکی زبان تک

ملا چین بعد فنا بھی نہ ہمکو
چبالین سگ یار نے ہڈیان تک

تمھین ضبط دیکھو مرے سوز غم کا
ہوا خاک جلکر نہ نکلا دھوان تک

ہنر پر اب دعا کر کہ اختر سلامت
مزا شعر گوئی کا ہی قدردان تک

ردیف کاف

بھڑکتی ہی مرے سینے مین رنج و غم کی آگ
جلا رہی ہی مجھے دوری صنم کی آگ

کوئی بجھانے نہ آیا لگی مرے دل کی
کسی نے آگے یہ بھڑکی ہوئی نہ کم کی آگ

تمھارے عشق نے مجکو جلا کے خاک کیا
زمانے بھر کی مرے واسطے بہم کی آگ

تلاش یار مین اونکو پیمبری دیدی
عجب کلیم نے دیکھی ترے کرم کی آگ

تمام ہو گئی آخر کو شمع جل جل کر
لگائی سوز نے پروانیکے ستم کی آگ

بدن جو گرم ہی دم بھر مین سرد ہوتا ہی
چراغ گل ہی یہ مہمان ہی کوئی دم کی آگ

ہماری آہ مین بو ہی لہو کے جلنے کی
بھڑک رہی ہی کلیجے مین کس ستم کی آگ

ہمارے سوز جگر سے مقابلہ نکیا
تنور کی بھی تو اسطرحسے نہ تھمکی آگ

اوٹھا جو میرے کلیجے سے آہ کا شعلہ
تو میرے سامنے دوزخکی بھی نہ جمکی آگ

تپ فراق کلیجے کو پھونکے دیتی ہی
خدا بجھائے ہمارے غم و الم کی آگ

سمجھکے دلکو جلانا ہنر برباد رہے
بجھانے سے نہین بجھتی ہی سوز غمکی آگ

باغِ عالم مین ہین گو لاکھون بتانِ سبزہ رنگ
کھب گیا دل مین مرے اک نوجوانِ سبزہ رنگ

لہلہاتا ہی جو سبزہ ہر طرف برسات مین
یاد آجاتی ہی بزمِ دلبرانِ سبزہ رنگ

حق تعالے اوسکے پھندے سے عنادل کو بچاے
باغ مین آیا ہوا ہی باغبانِ سبزہ رنگ

ابر ہی سبزہ ہی لطفِ میکشی ہی آج کل
جمع ہین گلزار مین اب ساقیانِ سبزہ رنگ

عہدِ پیری مین ہوا سرسبز کشتِ آرزو
ہوگیا مدِ نظر اک نوجوانِ سبزہ رنگ

داغ جو دل کے ہرے ہین کیون نہون مجکو عزیز
ہین یہی تو ارمغانِ مہربانِ سبزہ رنگ

پھول جھڑتے ہین دہن سے اوسکے گویا باغ مین

باتین کرتا ہی جو وہ رنگین بیانِ سبزہ رنگ
سبزۂ خط سے بہارِ حسن ہوتی ہی دوچند
زہر کھلواتا ہی عشقِ نوخطانِ سبزہ رنگ
نخل ہین تیرے چمن ہین چھوٹے چھوٹے سبز سبز
یاکہ محفل ہین بہم ہین کچھہ بتانِ سبزہ رنگ
شاخین جھونکے کھاتی ہین ہی زور پر بادِ بہار
جس طرح گانے مین جھومین مطربانِ سبزہ رنگ
بڑھگیا شورِ غنا دل دیکھکر بوٹا سا قد
نخلِ گل ہی یا مرا غنچہ دہانِ سبزہ رنگ
جوبن اپنا سبزۂ ساحل دکھاتا ہی جہان
دل کو تل دیتی ہی یادِ نوخطانِ سبزہ رنگ
گلشنِ آلِ عبا کا ہون مین عاشق ای ہنر
خلد مین لونگا زبرجد کا مکانِ سبزہ رنگ

ردیف لام

کرتا ہی وصل یار مین بھی ہاے ہاے دل
مجکو ہزار بیہ تو نہ بھائی ادائے دل

تاثیر درد عشق اگر کچھہ دکھاے دل
ہاتھون سے دلکو تھام کے کھینچے گا ہاے دل

کہتے ہو چپ ہو نکہو ہاے دل
اچھا کرینگے ضبط رہے دل کہ جاے دل

اس درد کی فغان ہی کہ ہل ہل گیا ہی عرش
اتنا بھی آدمی نہ کسیکا دکھاے دل

دیکھے شگفتگی دل پر نور کی اگر
پروانہ ہوشیار تو بلبل فداے دل

او بحر حسن تو ہی بتادے کہان تلک
اشکون کے ساتھہ خون کا دریا بہاے دل

جب یہ کہا کہ ہاتھہ سے جاتا ہی دل مرا
بولے مری بلا سے رہے دل کہ جاے دل

دام اجل جہانمین حلقے اسیکے ہین
کاکل کے پیچ مین تو کسیکا نہ آے دل

ہم کس سے حال دل شب تنہائی مین کہین
ہمدرد ہو تو اوس سے کہین ماجراے دل

ہوتا ہی ضبط کرنیمین اک بیگنہ کا خون
اب ہم وہی کرینگے جو کچھہ ہو رضاے دل

آواز میری سنکے جو پوچھا تو غیر سے
کہتا ہی کون دردرسیدہ کہ ہاے دل

دل جسکا تڑپے ماہی بے آب کیطرح
بیتاب ہو کیون نکہے ہاے ہاے دل

دل اونکا چھین کے بھی نہ بیدل کہو اونھین
رکھتے ہین داغ عشق کو عاشق بجاے دل

سینہ سپر کرون نکہون منھ سے اُف تلک
چھریان لگا کے وہ جو مرا آزماے دل

مٹی دی یار نے کفِ رنگین سے وقتِ دفن
بعد از فنا یہ ہمکو ملا خونبہاے دل

اوس دلربا کی بزم مین آئے تو ہین ہنر بر
آفت کا سامنا ہی خدا ہی بچاے دل

ردیف میم

کرین وعدہ کھائین وفا کی قسم
یہ عیار ہین بت خدا کی قسم

نکھالو بگاڑ کر وفا کی قسم
چلے آؤ تمکو خدا کی قسم

نہ جھوٹی نہ ہی یہ ریا کی قسم
تمھین چاہتے ہین خدا کی قسم

جہان چاہو تم آزمالو ہمین
وفادار ہین ہم وفا کی قسم

ادھر بھی ذرا اک نظر دیکھ لو
تمھین اپنی شرم و حیا کی قسم

خدائی مین تجھسا نہین نازنین
مجھے تیرے ناز و ادا کی قسم

کوئی ظلم ظالم نہ باقی رہے
تجھے اپنے جور و جفا کی قسم

ہمارا بھی دمساز ہوا مسیح
تجھے اپنے دستِ شفا کی قسم

مزا عشق کے درد مین وہ ملا
ہمیشہ کو کھالی دوا کی قسم

سرِ طور جلوہ اوسی کا تھا
اوسی رخ کے نور و ضیا کی قسم

علاجِ جنون کا تو کچھ قصد تھا
مسیحا نے دیدی دوا کی قسم

مین بے ڈھونڈھے اونکے نہ باز آونگا
اونھین نے مجھے نقشِ پا کی قسم

سنیگا وہ کاہیکو بندے کی بات
نہین مانتا جو خدا کی قسم

تمھین نے چورایا ہی بس دل مرا
تمھارے ہی دزدِ حنا کی قسم

مین آلِ عبا کا ہون عاشق ہزبر
مجھے اپنے مشکل کشا کی قسم

ردیف نون

آبرو موتیونکی اشک اگر رکھتے ہین
رونقِ لالہ و گل داغِ جگر رکھتے ہین

تیغِ ابرو کے لیے سینہ سپر رکھتے ہین
ہم وہ دل رکھتے ہین قاتل وہ جگر رکھتے ہین

نزع کیوقت جو آجائے مسیحا تو کہون
یو نہین بیمارِ محبت کی خبر رکھتے ہین

رکھتے ہین ایک نشانی مرے داغِ دلکی
یعنی قرآن مین طاؤس کا پر رکھتے ہین

شاید آجائے ہمارا بتِ مےنوش ادھر
مےِ گلرنگ کو ہم جام مین بھر رکھتے ہین

وعدۂ وصل بھلا دین تو قیامت ہو جاے
وہ مرے نالۂ شبگیر اثر رکھتے ہین

ہمسے اوکتائین نہ مہمان سرائے فانی
آج ہم آئے ہین کل عزمِ سفر رکھتے ہین

کیا چمن مین یہ اسیرانِ قفس جائینگے
نہ انھین طاقتِ بازو ہی نہ پر رکھتے ہین

اونکا ہوتا ہی گذر یار کے پروانون تک
شمع کیطرح ہتھیلی پہ جو سر رکھتے ہین

ختم ہی چاہنے والون پہ ترے جانبازی
دل ہی رکھتے ہین نہ عاشق نہ جگر رکھتے ہین

حکم بھی ہوگا رہائی کا تو جائینگے کہان
نہ ٹھکانا کہین اپنا ہی نہ گھر رکھتے ہین

وہ تو خودباتے ہین ہر دم دمِ رخصت مجھکو
ہاتھ سینے پہ جو ہنگامِ سحر رکھتے ہین

دیکھیے کسطرح رہِ منزلِ جانان طے ہو
پاس توشہ ہی نہ ہم زادِ سفر رکھتے ہین

حشر کی چوٹ کوئی ہمپہ نہین پڑنیکی
ہم بھی ایسی تری رحمت کی سپر رکھتے ہین

ابر اگر اشک فشانی کو ہی موجود ھنر
ہم بھی رونے کے لیے دیدۂ تر رکھتے ہین

خاکِ پائے سیمبر ملتی نہین — یہ دوا ہے دردِ سر ملتی نہین
اب تو یہ عالم ہی میرے ضعف کا — نبض بھی دو دو پہر ملتی نہین
روئے لیلی نجد مین مجنونکو خاک — قبر ٹکرانے کو سر ملتی نہین
کیا جوانی سے کرے پیری تپاک — شام سے ہرگز سحر ملتی نہین
ایخدا کیسی عدم کی راہ ہی — اک مسافر کی خبر ملتی نہین
کیا نسیمِ صبح نے مژدہ دیا — آج بلبل کی نظر ملتی نہین
دولتِ دیدار کا سائل نہو — یہ کسیکو ای بشر ملتی نہین
ایک سیدھی سی کہی تھی مینے بات — ترچھے بیٹھے ہین نظر ملتی نہین
جسکا بندہ ہون وہ کل دیگا مجھے — آج جیب کی داد اگر ملتی نہین
عبد او رمعبود مین خلوت ہی ہی — کیا تھا شورا کچھ خبر ملتی نہین
کیا کڑی چوٹین ہین تیغِ عشق کی — دل بچانے کو سپر ملتی نہین
جو لگائی ہی خدا نے عرش پر — وہ تو تصویرِ بشر ملتی نہین
کرتا عنقا کی رگِ جان کو خجل — کیا کرون اونکی کمر ملتی نہین

کیا چمک پائی ہی سلکِ اشک سے | آبداری گہر ملتی نہین
شربتِ دیدار کی حسرت نکر | داروے دردِ جگر ملتی نہین

کل تلک تیور تہے سیدے ای نہر بر
آج کیون اونکی نظر ملتی نہین

کیا کہین ہجر مین کیا کرتے ہین | پہرون خاموش رہا کرتے ہین
اس اداسے وہ ادا کرتے ہین | جان تک لوگ فدا کرتے ہین
شبِ فرقت مین سحر ہونیسے | ہمتو مایوس رہا کرتے ہین
ای پریرو ترے وارفتہ کو | لوگ سودائی کہا کرتے ہین
دیتے ہین شربتِ دیدار اونہین | جن مریضونکی دوا کرتے ہین
مرغِ جان کو قفسِ جسم سے ہم | تیرے صدقے مین رہا کرتے ہین
پہر چلے یار کے گہر حضرتِ دل | دیکہیے آپ یہ کیا کرتے ہین
بولے یون سنکے وہ یوسف کو حسین | کیا خبر ہونگے سنا کرتے ہین
اوٹہے وہ کہکے یہ ہنگامِ خرام | آج ہم حشر بپا کرتے ہین

U718

تمسے کیا حضرتِ یوسف کی مثال — جھوٹ سچ لوگ کہا کرتے ہین
سات پردونمین چھپے ہین لیکن — میری آنکھون مین پھرا کرتے ہین
شمعِ رخ پر ترے ای شعلۂ حسن — ہم تو پروانہ رہا کرتے ہین
ساقیا تیری عنایت سے مدام — مئے گلرنگ پیا کرتے ہین
کیونکہ یہ حال ہمارا قاصد — ق — پوچھین گر رات کو کیا کرتے ہین
آنکھ سے تو نہین دیکھا لیکن — روز یہ سب سے سنا کرتے ہین
رنجِ تنہائی مین تا صبح مدام — شب کو بیتاب رہا کرتے ہین

عشق کے جوش مین ہر وقت ظہیر
شعر شوقیہ کہا کرتے ہین

داستان تیری سنا کرتے ہین — راتدن وجد کیا کرتے ہین
صدمۂ ہجر سہا کرتے ہین — اشک آنکھونسے بہا کرتے ہین
چٹکی لیکر وہ کہا کرتے ہین — دردِ دل کی یہ دوا کرتے ہین
عشقِ صادق مین اثر ہوتا ہی — ہم ہمیشہ یہ سنا کرتے ہین

رنگ بدلا ہے زمانے نے عجب
آشنا ترکِ وفا کرتے ہین

جب وہ لٹکاتے ہین اپنے گیسو
قیدیِ دامِ بلا کرتے ہین

میرا دل توڑ کے پروا بھی نہین
اور اولٹا وہ گِلا کرتے ہین

صدمہ کسنے انہین پہنچایا ہے
پھول کیون چاک قبا کرتے ہین

ہم تصور کی بدولت اکثر
دو بدو اونسے رہا کرتے ہین

ہجر کی شب کا نہ پوچھو احوال
رات بھر آہ و بکا کرتے ہین

غمزدہ ہین یہ مرے غم مین صیاد
باغبان تنکے چُنا کرتے ہین

دلمین رہ رہکے جو درد اوٹھتا ہے
دمبدم شکرِ خدا کرتے ہین

زانوئے فکر پہ سر ہے بہر دن
اے ہنر آپ یہ کیا کرتے ہین

اظہارِ غم مشکل نہین قابو مین لیکن دل نہین
تڑپے نہ مچھلی کی طرح ایسا کوئی بسمل نہین

سو وار دل پر کرکے بھی تو شادمان قاتل نہین

یعنی تپان ماہی صفت کیون سامنے بسمل نہین
کہتا ہون مضطر ہوکے جب اب ضبط کا یارا نہین
وہ ہنسکے مجھ سے کہتے ہین تو عشق مین کامل نہین
پھرتا ہی کیا چارون طرف کر غور جاتا ہی کہان
کچھ یاد ہی غافل تجھے کیا گور کی منزل نہین
کیا بات گھبرانے کی ہی تم سن تو لو کہتا ہون کیا
ٹھہرو ذرا بر ہم نہو مین وصل کا سائل نہین
مرنے کو مر جائین ابھی لیکن گناہون کا ہی ڈر
مشکل ہی آمرزش کی ہی مرنا تو کچھ مشکل نہین
کہدو کوئی اوس ترک سے مین پھر رہا ہون سر بکف
شوق شہادت ہی مجھے کوئی مرا قاتل نہین
برسات ہی برسات ہی ہر سیکدہ آباد ہی
وہ کون سی جا ہی جہان رحمت تری نازل نہین

مہندی کی فرمایش ہے کب جب خشک خونِ دل ہوا
کیا میں اونھیں بھیجوں حنا دل کا لہو شامل نہیں

سب تو اوسیکی کہتے ہیں میری نہیں سنتا کوئی
فریاد میں کس سے کروں اے دل کوئی عادل نہیں

آئے یہاں جسکے لیے دیکھا نہ اوسکو پھر چلے
بزمِ جہاں میں کیا کریں وہ رونقِ محفل نہیں

جسکو نہیں سودا ترا جسمیں نہیں الفت تری
مٹی ہے وہ پتھر ہے وہ وہ سر نہیں وہ دل نہیں

پتھر پسیجا ہے کہیں شدت سے ہے وہ سنگدل
ناحق دیا دل کو ہنر براوس بت سے کچھ حاصل نہیں

دوڑا میں شبکو گھر سے نکلکر کہاں کہاں
دل ڈھونڈھتا پھرا تجھے دلبر کہاں کہاں

دکھلایا جلوہ رخ انور کہاں کہاں
کی سیر آج آپنے دن بھر کہاں کہاں

ٹکرایا کوہسار پہ ہے سر کہاں کہاں
ہیں لعل میرے خون سے پتھر کہاں کہاں

شب کو پھرا تو ای مہ انور کہان کہان — مجکو رہے تلاش مین چاکر کہان کہان
چمکی ہی اوسکی تیغ دو پیکر کہان کہان — ایدل کھلے ہین یار کے جوہر کہان کہان
دل آپسے ہی لونگا ہزار آپ ٹالیے — کیا آپ چھوٹ جائینگے کہکر کہان کہان
افلاک و عرش زیر قدم سرنگون ہوے — اعزاز بخش آئے پیمبر کہان کہان
غیرونمین دوستونمین حسینونمین آجکل — کھلتے ہین اپنے شوق کے دفتر کہان کہان
روئے کسیکی یاد مین دریا پہ نہر پہ — ہمنے لٹائے اشک کے گوہر کہان کہان
پایا نہ میرے غیرت بلقیس کا مکان — تاوے کر آیا جا کے کبوتر کہان کہان
رویا ہون جا بجا تری آنکھونکی چاہ مین — اشکونکا موجزن ہی سمندر کہان کہان
بیدردیان تری مژہ یار کیا کہون — نشتر لگائے ہین مرے دلپر کہان کہان
روئینگے ہم جگر پہ دل بیقرار پر — دیکھین لگائے جاتے ہو خنجر کہان کہان
دلمین جگر مین سینے مین پہلو مین دیکھنا — قاتل نے میرے مارا ہی خنجر کہان کہان
چورنگ دل اودھر ہی ادھر ہی جگر دونیم — دیکھا کھلے ہین تیغ کے جوہر کہان کہان
لیلی وشونکے سودے مین مانند قیس کے — چھانی ہی ہمنے خاک برابر کہان کہان

نکلا مین کے جا کے خاک اوڑاتا جو سوے نجد — مجنون نے دی صدا کہ برادر کہان کہان
کہسار کیطرف جو گیا سر پٹکنے کو — فرہاد نے کہا مرے افسر کہان کہان

باغِ جہان مین فضلِ الٰہی سے ای ہنر
پھولا پھلا ہی گلشنِ اختر کہان کہان

دلِ بیتاب آگیا بل مین — جا پھنسا گیسوے مسلسل مین
خوش کوئی شال کوئی مخمل مین — ہین گدا مست اپنے کمل مین
یون ہی رخ پر نقاب کا عالم — چاند جیسے چھپا ہو بادل مین
قیس کی سر بسر تھی نادانی — ہو کے مجنون گیا ہی جنگل مین
تلخ ہی کسقدر کلامِ رقیب — تلخی ہوتی نہین یہ حنظل مین
کسقدر ہی شبِ فراق سیاہ — یہ سیاہی نہین ہی کاجل مین
تیرے دانتون نے جو ضیا پائی — وہ کہان گوہرِ مکلّل مین
تو ہی یکتا کہان ترا ثانی — اور اگر ہی تو چشمِ احول مین

کیون نہ اوس سے لگائین دلکو ہنر — وہی آخر مین وہ ہی اول مین

مین تو شیدای روے دلبر ہون ‏ ‏ ‏ مضطرب ہجر مین نہ کیونکر ہون

سامنا ہو چکا ہی آفت کا ‏ ‏ ‏ ہجر کا نام سُنکے مضطر ہون

مجھسے جھکتے ہین عاشقانِ جہان ‏ ‏ ‏ آج عشّاق کا مین افسر ہون

آینہ سینے اوسکو دکھلایا ‏ ‏ ‏ بخت کا اپنے مین سکندر ہون

آبرو حق نے مجکو یہہ بخشی ‏ ‏ ‏ بحرِ شاہی کا مین بھی گوہر ہون

مہرِ اختر سے ہی فروغ مجھے ‏ ‏ ‏ ورنہ ذرّے سے بھی مین کمتر ہون

وصل مین ہی فراق کا دھڑکا ‏ ‏ ‏ کیا کہون خوش ہون مین کہ مضطر ہون

بوسہ لینے کی جو سزا ہو مجھے ‏ ‏ ‏ مین گنہگار تو مقرّ ہون

بعد مدّت ہوا ہی وصل نصیب ‏ ‏ ‏ کیون نہ جامے سے اپنے باہر ہون

کیون کھٹکتا ہون چشمِ حاسد مین ‏ ‏ ‏ نیش ہون خار ہون کہ نشتر ہون

کم نہین مجکو یہ فروغ ہزبر
یعنی مین نورِ چشمِ اختر ہون

ردیف واو

ای ہمصفیرو مژدہ فصل بہار دو
دن آگئے خوشی کے چمن مین نکار دو

پیکان ہی جگر مین تو سوفار دل مین ہی
اک تیر مین گرا لئے ہین تمنے شکار دو

دیوانے ہمسے قید جو ہونگے تو اسطرح
زنجیر کے عوض انھین پھولونکے ہار دو

یوسف خود آئین شانہ بلانے کیواسطے
میّت ہماری تم جو لحد مین اوتار دو

بسمل کو نیمجان جو نہ چھوڑو تو خوب ہی
جاتے ہو ایک تیر اسے اور مار دو

جس جسطرح سے چاہین کرین پیار تمکو ہم
آتا شب وصال مین آج اختیار دو

سینے پہ دھرے جو ہونٹ اونکے ہی وا اوٹھا
پیدا ہوئے ہین سرو روان مین انار دو

شیر خدا نے کی وہ سخا عشق جہان مین
حکم خدا ہوا کہ انھین ذوالفقار دو

عاشق ہین بوتراب کا ہون سنکر و نکیر
ٹھہرو ابھی زمین کو نہ حکم فشار دو

ناخوش ہو خفا ہو کرو بدزبانیان
آئینگے تمکو دیکھنے گالی ہزار دو

کردو شہید ناز کی تربت کو گرد برد
مہمیز اپنے رخش کو ای شہسوار دو

ہونے لگی اذان سحر ساقیو اوٹھو
کچھ مئی بچی ہوئی پئے دفع خمار دو

دم توڑتے ہین جان بچالو نہر ربکی
لپٹو گلے سے بوسہ لب ای نگار دو

آنکھوں میں پھر رہا ہی جو سامان لکھنؤ
حسرت یہ کہہ رہی ہی کہ قربان لکھنؤ

تھا رشک باغ کوچۂ ویران لکھنؤ
گلزار تھا ہر ایک بیابان لکھنؤ

رشک نعیم کہتے تھے کل تک جسے ملک
اجڑا پڑا ہی آج وہ بستان لکھنؤ

سودائی اوسکو دیکھکے ہوتا تھا آدمی
بازار چوک تھا جو پرستان لکھنؤ

پروا نہیں ہمین جو زمانہ سیاہ پوش ہو
کافی ہی نور شمع شبستان لکھنؤ

آئے نظر گدا بھی وہانکے دوشالہ پوش
رکھتا تھا کیا بہار زمستان لکھنؤ

ہر مور کو بھی اوج سلیمان نصیب تھا
تھے جم حشم تمام گدایان لکھنؤ

رکھتے عزیز سلطنت مصر سے سوا
یوسفؑ جو دیکھتے کبھی زندان لکھنؤ

حورین بھی جھانک جھانک کے غرفونسے تکتی تھین
اﷲ جل شانہ سر و سامان لکھنؤ

رنگین و دلفریب تھی ہر ایک کی زبان
سحبان تھا ایک ایک زباندان لکھنؤ

یا رب عروج اختر اوج شہی سے پھر
روشن ہو منزل و شبستان لکھنؤ

سلطان نامور کو ملے پھر نگین ملک
پھر حکمران ہو جا کے سلیمان لکھنؤ

تقدیر مین لکھا ہی تو اک روز اہل شہر
دیکھینگے چلکے پھر وہی سامان لکھنؤ

ردیف ہائے ہوز

ہی ضیائے رخ سے رشک مہر خاور آینہ — عکس دندان سے ہوا ہی کان گوہر آینہ

دیکھنا مدنظر ہو آپ کو گر آینہ — نذر دینے کے لیے لائے سکندر آینہ

شوق آرائش ہوا ہی اوس پری کو اسقدر — ہاتھ سے چھٹتا نہین ہی اب تو دم بھر آینہ

کیون ہی یہ حیرت زدہ ہی کسکی صورت کی تلاش — دوڑتا پھرتا ہی کیون ہر سو لگے گھر گھر آینہ

ہم فقیرونکو فقط ہی عشق صورت سے تری — محو خودبینی رہین دیکھین تجھے نگر آینہ

جھانک کے دروازے سے کوئی نہ ہمین دیکھلے — اک لگا رہتا ہی مسند کے برابر آینہ

جلوہ گر جسدم ہوا ہمین خیال روئے یار — ہوگیا فوراً مرا قلب مکدر آینہ

کوئی دم خودبینی سے فرصت نہین ملتا نہین — ٹوٹ جائے یا خدا ہاتھون سے چھٹ کر آینہ

روئے انور کے سوا ٹھکرا ہی اوسمین دیکھتا — ہی ہتھیلی اوس پری رو کی مستقر آینہ

کسب کرتا ہی ضیا ہر آینہ سیماب سے — قلب مضطر خود ہوا سیماب بنکر آینہ

کیا مقابل آپکے آئینگے یوسف خیر ہی — منہ تو اپنا پہلے دیکھین وہ اوٹھاکر آینہ

کرتے ہین بارہ دریمین اس ادا سے وہ نگاہ — سکتے کے عالم مین ہی حیران و ششدر آینہ

گرد پھرتا دمبدم وہ خود تری تصویر کے | پانون گر ہوتے تو کرتا لاکھہ چکر آینہ

صاف وہ مہر درخشان ہی یہ شیشہ ای نہر بہ
اوسکے چہرے سے مقابل ہوگا کیونکر آینہ

چراغِ حسن کا اوسکے ہوا ہون پروانہ | کہ جس پری کا زمانہ ہوا ہی دیوانہ
نہ مستا ہوش رہا ہی نہ محبا دیوانہ | بیانِ لیلی و مجنون ہی صرف افسانہ
ہمارا سوگ اوتارو بس اب سنگار کرو | بدن مین عطر ملو زلف مین کرو شانہ
یقین ہی دل ترا ای شمع و پگھل جائے | ہمارے سوزِ درون کا سُنے جو افسانہ
پلادے ساقی گلرنگ کیتکی کی شراب | رہے جہان مین گلزار تیرا میخانہ
خدا کے فضل سے اک جمگھٹا ہی پریونکا | بنا ہی آج پرستان ہمارا کاشانہ
ہمارے دلکو کیا ضبط ای شہ خوبی | ہوا ہی کونسی تقصیر پر یہ جرمانہ
یہ رمز کیا ہی وہی اس سے خوب واقف ہی | بڑھایا عبد سے معبود نے جو یارانہ
کبھی جو وحی کا چرچا جہانمین ہوتا ہی | تو عاشق اوسکو سمجھتے ہین تیرا افسانہ
کیا ہی نجد دو رنگی نے تیرے گلشن کو | جہانپہ باغ کھلا تھا وہان ہی ویرانہ

تمھارے دھیان مین رہتا ہون اندر خاموش
نہ خود غلط ہون نہ مدہوش ہون نہ دیوانہ

ہی بسکہ ذوقِ شعر طبع رکھتا ہون
ہواے ساقیِ کوثر مین شعرِ مستانہ

کبھی جو شمع کے سوزِ درون کا ذکر ہوا
تو کہتے ہین نکھو عاشقون کا افسانہ

بہار آئی ہی گلزار مین دولھن بنکے
مہک رہی ہی عجب نکہتِ عروسانہ

پریشی شکل کے وہ داغ ہین بہم اسمین
کہ ہوگیا دلِ پر داغ بھی پریخانہ

ہزار طرحسے حورون نے ہمکو بہلایا
جنان مین ڈھونڈھتے نکلے جو بزمِ جانانہ

سمجھکے وصل کی شب کو خبر نے شبِ قدر
تمام رات پڑھی ہی نمازِ شکرانہ

ردیف یا

زبان پر مرتے مرتے یار کا افسانہ رہتا ہی
جو عاشق ہی وہ وقتِ نزع بھی دیوانہ رہتا ہی

نہ بیتابی نہ باقی نازِ معشوقانہ رہتا ہی
جہان مین عاشق و معشوق کا افسانہ رہتا ہی

شرابین ڈھلتی ہین ہر دم پر پرو جمع ہین ساقی
عجب گلزار روز و شب ترا میخانہ رہتا ہی

قیامت عشق کی لو ہی بجھائے سے نہین بجھتی
کہ دل اوس شمع رو پر جلکے بھی پروانہ رہتا ہی

نہین معلوم ہی ملکِ عدم کو بد دعا کسکی
ہزارون بستیان بستی ہین پر ویرانہ رہتا ہی

پریشانی دلِ صد چاک پر کیا کیا گذرتی ہی
وہان اوجھا ہوا زلفون مین جب تک شانہ رہتا ہی

دل اپنا خوش وہ کر لیتے ہین خود بینی سے خلوت مین
نکھرنے کے لیے آئینے سے یارانہ رہتا ہی

بپا ہی رات دن ہنگامۂ محشر جدھر دیکھو
قیامت گاہ اے دل کوچۂ جانانہ رہتا ہی

گریبان پھٹتے ہین غنچون کے بلبل تنکے چنتی ہین

ہمیشہ موسمِ گُل مین یہی افسانہ رہتا ہی
محبت کے بہانے سے لگاوٹ لاکھہ پیدا کی
دلِ نا آشنا تیرا مگر بیگانہ رہتا ہی
نکرہ جوشِ محبّت مین نصیحت باز آنے کی
کہین قابو مین ای ناصح دلِ دیوانہ رہتا ہی
وہ ہر شب جلوہ افروز آکے ہوتے ہین بحمد اللہ
چراغِ حسُن سے روشن مرا کاشانہ رہتا ہی
ارادہ ہی کرون اوس رشکِ یوسف کی خریداری
ہمیشہ نقدِ دل کا ہاتھہ مین بیعانہ رہتا ہی
یہ شوقِ دید ہی آنکھون کو اک طفلِ برہمن کا
حرم مین دیدۂ دل جانبِ بتخانہ رہتا ہی
یہ کیفیّت ہی شوقِ میکشی مین ای ہنر برابی
بغل مین شیشۂ می ہاتھہ مین پیمانہ رہتا ہی

دیکھی ہے کیفیت شرف آفتاب کی ‏ ‏ یوسف ملین تو پوچھے تعبیر خواب کی
پڑتی ہے چھوٹ کسکے رخ لاجواب کی ‏ ‏ ہے روشنی جو دلمین مرے آفتاب کی
بلبل ہو روح گر چمن بوترابؑ کی ‏ ‏ پروانہ حشر کی ہو نہ روز حساب کی
برہم وہ ہوکے اوٹھہ تو گئے میرے پاس سے ‏ ‏ ثابت ہوئی نہ وجہ مگر کچھہ عتاب کی
صورت کا آپکی جو بندھا قبر مین خیال ‏ ‏ کچھہ بھی خبر رہی نہ عذاب و ثواب کی
ادنی کی قدر کچھہ نہین اعلی کے سامنے ‏ ‏ دریا کے آگے کیا ہے حقیقت حباب کی
اوس بیوفا کو لکھکے تو بھیجا ہے خط شوق ‏ ‏ لیکن مجھے امید نہین کچھہ جواب کی
ٹھکرا کے میری قبر کو بولا وہ بیوفا ‏ ‏ تربت یہان ہے کو لٹے خانہ خراب کی
اوس برق وش کی یاد مین ہر روز آکے جنگل ‏ ‏ رلوا رہی ہے اشک فشانی سحاب کی
پاتا جو مین کبھی ورق آفتاب کو ‏ ‏ تصویر کھینچتا ترے جوش شباب کی
گردن جو میری کاٹکے روتی نہ یہ لہو ‏ ‏ بڑھتی نہ آبرو تری تیغ خوش آب کی
دونون جہان مین ہمکو نہ رکھا کہین کا بھی ‏ ‏ مٹی ہماری عشق نے الٰہی خراب کی
نزدیک ہے خزان کا زمانہ بھی اے گلو ‏ ‏ یاد آئینگی حکایتین حسن شباب کی

تیرے پسینے سے جو ہوا ہی مقابلہ — خوشبو گلاب سے ہی کشیدہ گلاب کی

اکسیر و کیمیا سے زیادہ ہی ای ہنر ور
آئے جو ہاتھہ خاک درِ بوتراب کی

یہ ای سوزِ محبت آہ مین پیدا اثر کر دے
کہ میرے دردِ دل کی میرے عیسے کو خبر کر دے
وہ دونون ہاتھہ مین دو جامِ مے ہمکو جو بھر کر دے
تو فکرِ دو جہان سے ایکدم مین بیخبر کر دے
غضب ہی فصلِ گل مین دیکھنا تجکو شکستہ پر
خدا پھر لائقِ پروازِ بلبل تیرے پر کر دے
کن انکھیون سے اگر وہ دیکھلے انبوہِ محشر کو
قیامت پر قیامت یار کی ترچھی نظر کر دے
فغان مجنون کی سن سن کر دعا کرتی تھی یہ لیلے
بس اب کم یا الٰہی قیس کا دردِ جگر کر دے

ہماری فصد کھلتے ہی کہا فصّاد سے اوسنے
نہین دم اسمین باقی بند اب خونِ جگر کر دے
جہان سے کوچ ہی بندہ ہون تیرا رحم کر مجھپر
مہیّا کچھہ تو میرے واسطے زادِ سفر کر دے
قدم رنجہ نہ گلگشتِ چمن مین صبحدم کیجے
کہین پیدا نہ شورِ عندلیبان دردِ سر کر دے
وہ ہین جو رنگ پر مائل کدھر ہی اے دلِ مضطر
اسی پر روک تلوارین کلیجے کو سپر کر دے
یہی بیقدر آنسو جو بہا کرتے ہین فرقت مین
اگر وہ ہنسکے دیکھے بے بہا انکو گہر کر دے
بھروسا کچھہ نہین دنیا مین دم کی آمد و شد کا
یہ چند انفاس اے دل یادِ خالق مین بسر کر دے
اسے ہی اختیار ایسا خدا کے کارخانے مین

اگر چاہے تو اسرار جنون ظاہر بشر کر دے
نتھا اتنا بھی اوس صحراے وحشت ناک مین کوئی
کہ مجنون نجد مین آئے تو لیلے کو خبر کر دے
جو چمکایا ہی داغ دل کو میرے فضل سے یارب
عروج اسکا بڑھا ایسا ستارے سے قمر کر دے
زبانی لوگ مرتے ہین ہنر پر اوس تیغ ابرو پر
ہماری طرح جب جانین کوئی سینہ سپر کر دے
کس درجہ تیغ عشق کی بھی چوٹ سخت ہی
دل جس سے پاش پاش جگر لخت لخت ہی
دل ہی نہین ہی شاخ تمنا ہری ہو گیا
جڑ جسکی کاٹ ڈالی ہی یہ وہ درخت ہی
اوسکی گلی مین خاک نشینی ہی سلطنت
دیہیم کی ہوس نہ تمنا سے تخت ہی

امّید وصل ہو تو ہی یہ بھی ہمین قبول
صبر و شکیب ہمنے یہ مانا کہ سخت ہی

ارباب مایہ کا ہی تواضع سے وزن قدر
جھکتی ہی باردار جو شاخ درخت ہی

پھولا پھلا نہال تمنّا نہ عمر بھر
باغ جہان مین مجسا کوئی سبز بخت ہی

برسون کے بعد مجکو ہوا ہی یہ دن نصیب
پہلو مین جو وہ سوئے ہین بیدار بخت ہی

مضمون عیان شکستہ دلی کا یہین سے ہی
ہر شعر تیرے خستہ جگر کا دو لخت ہی

یہ عشق بد بلا ہی حقیقت مین ای ہنر بر
شیرون کا بھی کلیجہ اسی سے دو لخت ہی

دیکھیے ہجر مین حالت مری کیا ہوتی ہی
روح ذکر شب ہجران سے فنا ہوتی ہی

چال ان فتنہ خراموں کی بلا ہوتی ہے
اِک قیامت دمِ رفتار بپا ہوتی ہے

کشمکش مین پڑی ہے ترے بیمار کی روح
نہ قضا آتی ہے اسکو نہ شفا ہوتی ہے

تمتو ابہی حضرتِ دل کوچۂ جاناں مین چلو
ہم بھی آتے ہین جو تائیدِ خدا ہوتی ہے

دل دھڑکتا ہے ابھی سے کہ شبِ وصل چلی
دیکھیے صبح کو حالت مری کیا ہوتی ہے

عہدِ پیری ہے بھرا کرتے ہین ٹھنڈی سانسین
سچ ہے ہنگامِ سحر سرد ہوا ہوتی ہے

ڈھونڈھنے والے تمھارے تمھین پائین کہان
تم جہان ملتے ہو وہ کونسی جا ہوتی ہے

کیا عجب ہے تجھے دیکھین کہ تصور سے ترے
نور کی آئینۂ دل پہ جلا ہوتی ہے

کوئی بچتا بھی ہے بیمار تری الفت کا
یہ بتا دے کہ کسیکو بھی شفا ہوتی ہے

جان پہ کھیل کے لکھا ہے یہ خط مین انکو
ہم بھی آتے ہین جو تقدیر رسا ہوتی ہے

دیکھیے کب سے بر عاشق کی برآتی ہے مراد
کب گنہگار کی مقبول دعا ہوتی ہے

دل پکڑ لیتے ہین کہتے ہین بلالو اسکو
گوشزد انکے ہماری جو صدا ہوتی ہے

روضۂ حضرتِ شبیرؑ پہ چلتے ہین ہجر
اب نہین دیر ہے تائیدِ خدا ہوتی ہے

ای یار دلآزاری مہمان نہین کرتے — مشتاق جو آئے تو پریشان نہین کرتے

اک دو قدم رنجہ مری جان نہین کرتے — عشرتکدہ یہ کلبۂ احزان نہین کرتے

جب کہتا ہون دکھلاکے رخ احسان نہین کرتے — منہ پھیر کے کہتے ہین کہ ہان ہان نہین کرتے

ای رشک چمن سیر گلستان نہین کرتے — نرگس کو خجل گل کو پشیمان نہین کرتے

وہ لطف دکھایا ہی تری بزم نے ہمکو — بھولے سے بھی اب سیر گلستان نہین کرتے

لو اشک بھی آج آتش ہجران سے ہوئے خشک — طوفان بپا دیدۂ گریان نہین کرتے

ہان چاہتے ہین ہم تجھے ای غیرت یوسف — یہ حال عزیزون سے بھی پنہان نہین کرتے

آئینہ جو ہو حُسن کی خودبینی کا ای یار — خوش رکھتے ہین اوس دلکو تو حیران نہین کرتے

پریونکو تم ای رشک پری لاکے کبھی تھا — ویرانۂ عاشق کو پرستان نہین کرتے

یوسف کی جو افتاد کا احوال سُنا ہی — رخ ہم طرف چاہ زنخدان نہین کرتے

صحرا کو بھی یہ پاس ہی دیوانے کا تیرے — زخمی کف پا خار مغیلان نہین کرتے

دل دشمن جانی کو دیا دوست سمجھکر — وہ کام کیا ہمنے جو حیوان نہین کرتے

اک تم ہو ہمین تیر لگاکے بھی نہ پوچھا — اک ہم ہین جدا زخم سے پیکان نہین کرتے

ہی رشک پری ہاتھہ حنابندیکو لگا کے
تابوت مرا تخت سلیمان نہین کرتے

اس حسن سے ہنستے ہین گلستان مین وہ جاکے
پھر ناز تبسم گل خندان نہین کرتے

ہمسا بھی سخی کوئی زمانے مین نہوگا
دل دیتے ہین اور آپ پہ احسان نہین کرتے

گر شاہ خراسان سے ہنر برآئیکو ہی عشق
کیا دیر ہی کیون عزم خراسان نہین کرتے

دم بھر تو آکے حالت بیمار دیکھیے
اک سانس مین غش آتا ہی کئی بار دیکھیے

یوسف کو آنکھہ اوٹھاکے نہ زنہار دیکھیے
بس دیکھیے تو یار کا دیدار دیکھیے

ہونیکو ہی اشارہ ابرو سے کشت و خون
کس سے یہ آج چلتی ہی تلوار دیکھیے

سرسہ کرین وہ دلکو نہ پیسین حنا کے ساتھ
تقدیر جو دکھائے وہ ناچار دیکھیے

حاضر ہون دلکو میرے چھری سے کرید کے
اچھی طرح سے زخم مین سوفار دیکھیے

کیونکر لگا لگا کے کلیجے سے تمکو یا
صورت تمھاری کرکے تمھین پیار دیکھیے

سفاک سیمتن کے یہ لیتین بلائی ہی
کشتون کے پشتے لاشون کے انبار دیکھیے

گاہک ہماری جان کے ہین آپ تو مگر
اسپر ہم آپکے ہین خریدار دیکھیے

کعبے ہین دلکے دخل بتِ شعلہ رو کا ہی — یہ جا کے نور دیکھیے اور نار دیکھیے

ہین چھپے کبھی کبھی محفل مین قہقہے — کس وجد مین ہین عشق کے سرشار دیکھیے

قیمت نہ اسکی آپ سے دیجائیگی کبھی — عاشق کے دلکو آپ نہ ہر بار دیکھیے

کاٹیگی بیگناہ یہ کسکس کی گردنین — کیا کرتی ہی یہ آپ کی تلوار دیکھیے

چرخ نہم سے بھی نظر آئے تو ای ہنر بر — وان جا کے قصر یار کی دیوار دیکھیے

بھولے سے بھی نہ جانب گلزار دیکھیے — ہر وقت تیرے پھول سے رخسار دیکھیے

کرتا ہی کیا چلن ترا ای یار دیکھیے — پامال کرتی ہی کسے رفتار دیکھیے

اب لین ہی کہ پرچہ اخبار دیکھیے — لکھی جو ہو تو کچھ خبر یار دیکھیے

اچھی نہین یہ کاوش بیکار دیکھیے — گالی نہ ہمکو دیجیے ہر بار دیکھیے

بس تجکو جا کے طور پہ ای یار دیکھیے — بیٹھے ہوے الگ ترا دیدار دیکھیے

لیتا ہون دل لیے آپ کی تلوار دیکھیے — اپنی جفائین اور مرا پیار دیکھیے

جلوہ دکھا کے آپ جو اکبار دیکھیے — عالم کو حشر تک بھی نہ ہشیار دیکھیے

لیتا ہی جان عشق کا آزار دیکھیے
دم توڑتا ہی آپ کا بیمار دیکھیے

سمجھا چکے ہین آپکو سو بار دیکھیے
کیجے نہ بات بات مین تکرار دیکھیے

باغ بہشت کو بھی نہ زنہار دیکھیے
جبتک ہی آنکھ انجمن یار دیکھیے

حسرت ہی تجکو خواب مین ای یار دیکھیے
سوتے ہوے نصیب کو بیدار دیکھیے

لیکر غزل ہنر کی ای یار دیکھیے
کیا کیا ہی نظم حال دل زار دیکھیے

اس نصیحت نے مجھے اوستا رکھاہی
سر مرا ناصح مشفق نے پھرا رکھاہی

لطف ہی نصف ملاقات کا حاصل اسسے
خط کو اونکے جو کلیجے سے لگا رکھاہی

ای گل تمنے تو آنا نہ سنایا تھا کبھی
جسکے بدلے مجھے اس درجہ رولا رکھاہی

آئی ہی نکہت گل لیکے صبا کیا صیاد
شور بلبل نے قفس مین جو مچا رکھاہی

کیون پرستان مین نہ افسانہ ہو وحشت میری
کس پریزاد نے دیوانہ بنا رکھاہی

جلد اوس غیرت بلقیس کو تو پہنچا دے
نامہ لکھا ہوا ای باد صبا رکھاہی

مین ترے وعظ و نصیحت کو نہین سننے کا
ناصحا سر مرا بیکار پھرا رکھاہی

آہ کرلی ہی کہ مشتاق نہ صورت دیکھے
آئینہ سامنے منگوا کے لگا رکھا ہی

تو کہان ہی جو گلے تجھکو لگاؤن اے گل
ہان ترا داغ کلیجے مین لگا رکھا ہی

مجھکو بھی میرے مقدر کا دکھا دو فرمان
جانِ جان کون سے دفتر مین لکھا رکھا ہی

چار دن مین سب اوجڑ جائیگا گلزارِ جہان
باغِ عالم مین وہ گل تمنے کھلا رکھا ہی

مستعد جان ہی دینے کو ہون تنہائی مین
زہر کھانیکے لیے مینے منگا رکھا ہی

عشق کے تیغ سے ٹکڑے جگر و دل تو ہوے
جھوٹی قسمون کے لیے سر کو لگا رکھا ہی

دونون عالم ترے دیدار پہ غش کرتے ہین
اسقدر ساری خدائی کو لبھا رکھا ہی

منہ دکھانیکے بھی لائق نہ رہے عالم مین
ایک محبوب نے وہ حال بنا رکھا ہی

واہ کیا تیری مسی مسوڑھون دھار سی ہی اے شوخ
رنگ سوسن کا گلستان مین اوڑا رکھا ہی

سامنے یار کے خود رفتہ نہو جاے ہر بر
دلِ بیتاب کو پہلے سے سکھا رکھا ہی

درد سر کی مرے دوا کیا ہی
خاکِ پا کے سوا بھلا کیا ہی

نہین کھلتا ہی ماجرا کیا ہی
دل دھڑکتا ہی کیون ہوا کیا ہی

کچھ نفس کا شمار باقی ہی — تیرے بیمار مین رہا کیا ہی

ابھی کمسن ہین وہ نہین واقف — ناز کیا چیز ہی ادا کیا ہی

دل کو کھو بیٹھے کیسے خوب ہوا — خیر اب اسکا جھینکنا کیا ہی

ای مسیحا بتا تو دے للہ — دردِ تنہائی کی دوا کیا ہی

نکلی جاتی ہی کیون یہ قالب سے — روح کو آج ہو گیا کیا ہی

کس گنہ پر ہلاک کرتے ہو — یہ تو کہدو مری خطا کیا ہی

دل دیا ہمنے تمنے صدمۂ جان — وہ خطا کیا تھی یہ سزا کیا ہی

جان لیتی ہی کیون شبِ فرقت — مینے اسکا گنہ کیا کیا ہی

زہر ایذاے ہجر مین کھالین — اور اس درد کی دوا کیا ہی

مینے چھیڑا تو کس ادا سے کہا — جان کی خیر ہی ہوا کیا ہی

جان لینی تھی لیجیے صاحب — جائیے اب یہان دھرا کیا ہی

محتسب گر نہین ہی شیشۂ می — یہ بغل مین تری چھپا کیا ہی

کیون ھنر برآہ و نالہ کرتے ہو — خیر تو ہی تمھین ہوا کیا ہی

جان لی پہلے تو وہ عالم دکھایا آپنے
پھر کیا تابوت پر رحمت کا سایا آپنے

عمر بھر پوچھا نہ کیون ہمکو ستایا آپنے
عشقبازیمین کسے بیمثل پایا آپنے

غش پہ غش آنےلگے مجکو بھی موسے کیطرح
اس ادا و ناز سے جلوہ دکھایا آپنے

ہم ہی جانبازیمین ٹھہرے ہر جگہ ثابت قدم
بارہا چھریان لگا کے آزمایا آپنے

دل اولٹ کر میرا دم بھر مین جو مجنون کردیا
کون ہے افسون ہے دیوانہ بنایا آپنے

جانِ جان صورت کوئی میری آمرزش کی تھی
قبر پر تلقین پڑھکر بخشوایا آپنے

پھر نہ چونکایا کسی دن خفتگانِ خاک کو
ایک عالم کو یہان لاکے سُلایا آپنے

مجکو دردِ عشقبازی کی دوا اب تک بھی نہ دی
مردۂ صد سالہ کو اکثر جِلایا آپنے

دھوپ مین نکلا ہو مین جب آفتابِ حشر کی
کرلیا ہی دامنِ رحمت کا سایا آپنے

لو لگائی جسنے گل اوسکی ہوئی شمعِ حیات
جو ہوا پروانہ دل اوسکا جلایا آپنے

یہ تو کہیے نکلے تھے جسوقت سیرِ حشر کو
کسکو ترسایا کسے جلوہ دکھایا آپنے

جسکا دل چھینا نصیب اوسکو کہان راحت ہوئی
پھر نہ چین آیا اوسے جسکو ستایا آپنے

ربط اک جان و دو قالب کا تھا ہمسے آپسے
کیون کیا ہو کر جدا اپنا پرایا آپنے

ہوگیا عقد ثریا چرخ ہشتم پر خجل | جھمکے افشان شب کو جب چمکا لگایا آپنے
آفتاب رخ کی صفا تاب نظارہ کسے | چار آنکھیں جسنے کین اوسکو رلایا آپنے
خوش ہے ہو دیکھا اثر آہ قیامت خیز کا | کیون دل مظلوم کو اتنا ستایا آپنے
جو کوئی جیسا کرے ویسا ہی ہی اوسے ملتا ہے | دل نے مجکو دکھہ دیا دلکو ستایا آپنے
دل نہ آنا تھا نہ آیا ہاتھہ فکرین خوب کین | لاکھہ کچھہ چاہا مگر قابو نہ پایا آپنے

بھولکر اوسنے نہ پوچھا درد غم مین ای ہنر بر
ہاے کس بیرحم سے دلکو لگایا آپنے

جھوٹ سچ باتوں سے باز آؤ خدا کیواسطے | چپ رہو بس منہ نہ کھلواؤ خدا کیواسطے
منہ سے بولو بت بنجاؤ خدا کیواسطے | معجزہ عیسی کا دکھلاؤ خدا کیواسطے
قلب عاشق جل رہا ہی سوز غمسے خودبخود | آتش ہجران نہ بھڑکاؤ خدا کے واسطے
کوچ ہی دنیا سے دم مین آنکھہ اب ہوتی ہی بند | آکے مجکو دیکھہ تو جاؤ خدا کیواسطے
ہمتو تم پر جان دین تم بیرخی ہمسے کرو | بیوفا اتنے نہو جاؤ خدا کیواسطے
اگلی پچھلی باتین سب کھلجاینگی چپکے رہو | بس ہمارا منہ نہ کھلواؤ خدا کیواسطے

وصل کی شب مجھ تصور ہی صبح ہجران ہی قریب
مجکو باتون مین نہ بہلاؤ خدا کیواسطے

جھٹپٹے مین بال کھولے پھرتے ہو کیون بام پر
شام کا ہی وقت اوترآؤ خدا کیواسطے

اسطرف کروٹ تو لو دیکھو ہوئی جاتی ہی صبح
وصل کی شب ہی نہ شرماؤ خدا کے واسطے

ہی نظر کا پھیرنا چشم مروت سے بعید
مرتے ہین دیدار دکھلاؤ خدا کے واسطے

دے رہے ہو غش مین مجکو اپنے دامن کی ہوا
ہوش آتا ہی نہ گھبراؤ خدا کے واسطے

یاد ہی کہتے تھے شبکو اب نہین بگڑینگے ہم
زہر منگواکے نہ تم کھاؤ خدا کیواسطے

اپنے دامن کی ہوا دیکر وہ کہتے ہین نہ ہر
غش سے چونکو ہوش مین آؤ خدا کیواسطے

کوہکن مرگیا ٹکراکے جو سر پتھر سے
سوزش غمسے نکلتے ہین شرر پتھر سے

شیشۂ دلکو مرے توڑکے پروا نہ ہوئی
ان بتونکے بنا کیا ہین جگر پتھر سے

سوز پنہان کی یہ تاثیر ہی ایجان جہان
دلسے تو آہین نکلتی ہین شرر پتھر سے

آنسوونکی مرے انمین جو شباہت پائی
اوس ستمگارنے پسوائے گہر پتھر سے

لب کو وراہل سخن لعل جو کہتے ہین کہین
مین ندونگا کبھی تشبیہ مگر پتھر سے

دستِ داؤد کا ہی سوزِ محبت مین اثر — موم کیطرح پگھلتے ہین جگر پتھر سے

کوہ پر جاتا ہون فرہاد کے سمجھانیکو — سر نہ ٹکرائے کہین بارِ دگر پتھر سے

کوچۂ یار مین طفلانِ پریزاد اگر — پاٹ جاتے ہین مجھے تا بکمر پتھر سے

سنگریزون کیطرح لعل پڑے رہتے ہین — اوسکے کوچے مین ہین بیقدر گہر پتھر سے

سخت جان ہون نہین خوف مجھے کچھ صیاد — تو چھری تیز جو کرتا ہی تو کر پتھر سے

کچھ نہین دولتِ دنیا کی تمنا ہی ہنر
اپنی نظرون مین ہین سب لعل و گہر پتھر سے

یارب نہ شامِ ہجر کا مجکو ملال دے — آئی ہوئی بلا مرے سر پر سے ٹال دے

دو ایک جام ساقیِ رنگین خیال دے — آتی ہو جسمین بھبوکی بو وہ زلال دے

ایدل یہ اوس عہد شکن سے نہین ہی دور — کل کیطرح سے آجکا وعدہ بھی ٹال دے

ای دل سوالِ وصل تو آسان ہی مگر — ایسا نہو وہ بات تری ہنسکے ٹال دے

دل لیکے چین دوگے یہ ہمکو نہین امید — دم بھر مین پھر کہوگے کلیجہ نکال دے

بوسہ ملیگا یا نملے گا ہلا زبان — للہ منہ سے بول جوابِ سوال دے

چہرہ جو چمکے چھوٹ پڑے کوہِ نور کی
یارب تو اوس پریکو وہ حسن و جمال دے

لیجاؤن گل چڑھانیکو مجنونکی قبر پر
جوشِ جنون مفر جو مجھے ایکسال دے

رُخ سے نقاب اولٹکے دکھا شکل چاندسی
ارمان آج میرے بھی دل کا نکال دے

شاہون سے لین خراج کرین جشن ای ہر برس
اختر کو ذوالجلال وہ جاہ و جلال دے

کسیدن سیر کرنیکو جو وہ گلزار مین آئے
گلون مین بو بصارت نرگسِ بیمار مین آئے

ہم اپنی جانکو بیچین کرین تیری خریداری
جو اے یوسف لقا تو حسن کے بازار مین آئے

قلم کرتے ہین وہ سر عاشقون کے اس صفائی سے
یہ کیا ممکن جو دھبا خون کا تلوار مین آئے

قفس مین ہم رہے جبتک تو سر صیاد نے ٹیکا
اوڑائی خاک گلچین نے جو ہم گلزار مین آئے

ہمین جلوہ نہ کوہِ طور پر بھی تمنے دکھلایا
یہانتک ہم تمھارے حسرتِ دیدار مین آئے

سنوارا تمنے جب اسکو تو عالم مین ہزارون دل
لٹکنے کو تمھارے گیسوے خمدار مین آئے

عدم مین آکے پہونچے سیر کی شہرِ خموشان کی
کہان سے ہم کہان گھبرا کے ہجرِ یار مین آئے

غضب ہے تو فگن ایجانِ جان افشان ہے ابرو کی
کہان سے نور کے جوہر تری تلوار مین آئے

اگر تو شربتِ دیدار کا اس سے کرے وعدہ
ابھی صحت ہو وہ طاقت ترے بیمار مین آئے

شہادت چاہئین دلسے اگر نخچیر ہو تیکی
ابھی تک خون کی بو سرخیِ سوفار مین آئے

ملک ہر سمت اوٹھے سرو قد تعظیم کی خاطر
ہوئی یہ منزلت عاشق جو بزمِ یار مین آئے

سنا ہی ہمنے یان اکثر دعا مقبول ہوتی ہی
مرادین ہم بھی لینے کو تری سرکار مین آئے

مسیحا سے حقیقت دردِ دل کی کہنے جاوُنگا
ذرا ہوش آئے مجکو جان مجھ بیمار مین آئے

تلاطم ہوگیا ہر سمت اونکی آمد آمد سے
قیامت ہوگئی برپا جو وہ دربار مین آئے

یہان تو ای ہنر اکثر قیامت ہتی ہی برپا
ہمارا سا جگر کر لے تو کوے یار مین آئے

عہد و پیمان کے مضمون تو اکثر اُلٹے
وصل کے نام سے اب چڑھتے ہین تیور اُلٹے

بعد مدت کے رقیبون کے مقدر اُلٹے
خط یہان آئے وہان شکوون کے دفتر اُلٹے

میکشی کی نہ رہی فصل ہی میخانہ اوداس
سرنگون رکھے رہین شیشے تو ہین ساغر اُلٹے

کوئی افسانہ نہین تیرے فسانے کی طرح
سب تواریخین پڑھین سیکڑون دفتر اُلٹے

قصرِ محبوب مین ہر سو جو پڑے تھے پردے
پھری آہون نے وہ سب آج برابر اُلٹے

باغبانونکو یہ گلشن مین ہوا ہی کھٹکا
فرش گل کو نہ کہین آتے ہی صرصر اولٹے

ہم بھی حاضر ہین تہ تیغ گلا رکھنے کو
آستینین تو ذرا جلاد ستمگر اولٹے

تو تو اقرار رہائی کا کیا کرتا تھا
او سیہ صیاد مرے قطع کیے پر اولٹے

جیسا اولٹا مین پھرا اوسکے در دولت سے
اسطرح سے بھی کسیکا نہ مقدر اولٹے

ٹوٹتا ہی کوئی تار تو سمجھتا ہون یہ مین
چرخ سے ہوکے شرر آہ کے اخگر اولٹے

غم فرقت سے کوئی دم نہین تسکین ہے پر
خفقان سے نہ کہین یہ دل مضطر اولٹے

چتر شاہانہ نہ ہرگز بندہ پرور چاہیے
دامن رحمت کا سایہ میرے سر پر چاہیے

سنگ طفلان ہمکو معشوقونکو زیور چاہیے
تمکو سب کچھ اور ہمکو خاک پتھر چاہیے

وصل کا سامان ہی آنکھین بچھائی ہین شب
ساتھ اونکے سونیکو پھولونکا زیور چاہیے

پوچھکے احوال دل کہنا کلیجے پر بھی ہاتھ
اے مری جان پاس دونونکا برابر چاہیے

اوج حاصل تھا ترے زانو پہ ہتا تھا جبھی
اسطرح تجکو نہ ٹھکرانا مرا سر چاہیے

قبر میری دیکھکے حسرت سے وہ کہنے لگے
اسکی تربت پر بھی اک پھولونکی چادر چاہیے

دلپہ چھُریاں مینے جب روکین تو قاتل نے کہا
کچھہ تو اپنی جانکا پاس اى دلاور چاہیے

خامۂ تیر یار ہو خونِ سیاہِ دل مداد
گر سند کو عشق کی تحریر محضر چاہیے

کج ادائی کا کبھی چرچا بھی ہو نیکا نہین
ٹیڑھی باتین وہ کرین سیدھا تقدر چاہیے

مر رہا ہون مٹ رہا ہون جانِ جان تیرے لیے
عشقِ صادق کا یقین ہر وقت مجھپر چاہیے

رحم کھا کر آب و دانہ جب دیا صیاد نے
رو کے بلبل نے کہا مجکو گلِ تر چاہیے

ہم تو ہین جانباز پہناؤ ہمین زخمون کے ہار
نازنین ہو تم تمھین پھولونکا زیور چاہیے

بیکسی کہتی ہے تربت پر شہیدِ ناز کی
اک سہری پھولونکی اور ایک چادر چاہیے

تو کرے جنت کی خواہش ہے بڑی غیرت کی جا
تجکو اے دل آرزوے کوے دلبر چاہیے

جان تمپر دے رہا ہے یہ ہنرِ خستہ جان
جانِ جان اب تو نگاہِ رحم اسپر چاہیے

اک غزل اب اور پڑھنا پیشِ اختر چاہیے
رنگ دکھلانا طبیعت کا مکرر چاہیے

شمع کو پروانہ بلبل کو گلِ تر چاہیے
اور سب سے پہلے مجکو میرا دلبر چاہیے

رات دن پیشِ نظر تصویرِ دلبر چاہیے
کچھہ تو تسکینِ دلِ بیتاب و مضطر چاہیے

بہرِ گلگشتِ چمن آتا ہی وہ بالا بلند — باغ سے باہر نکلنا ہین صنوبر چاہیے

مندرج ہی اوسمین حالِ صدمۂ بارِ فراق — گر پڑا ہو راہ مین تھک کر کبوتر چاہیے

تا گدا اونکو عطا کرتے رہین ہر چار سُو — شاہِ اختر کو خراجِ ہفت کشور چاہیے

معن سے جعفر سے حاتم سے ہی بذل انکا دو چند — ایسے شہ کو حکمرانی شش جہت پر چاہیے

عاشقونکو ساتھ لیچلنا جو چلنا ہی کہین — پادشاہِ حُسن ہو ہمراہ لشکر چاہیے

متصل اوس شوخ کی جسمین نظر آئے شبیہ — آینہ اسطرح کا ہمکو سکندر چاہیے

اوس پریکے گرد پھر کر دے مرا مکتوبِ شوق — خط رسانی کو بلا گردان کبوتر چاہیے

دولتِ الطافِ اختر چاہتا ہون ای نہر
کانِ زر مجکو نہ کانِ لعل و گوہر چاہیے

عشق کا تیر اگر لیس ہی چلنے کے لیے — مستعد روح بھی ہی تن سے نکلنے کے لیے

ضعف جب قصد گرانیکا مرے کرتا ہی — یا علیؓ منہ سے مین کہتا ہون سنبھلنے کیلیے

اوٹھ گئے سیکڑون اِس بزمِ جہان سے احباب — رہگیا مین کفِ افسوس کے ملنے کیلیے

کیا کرون دل کی کسی ڈھنگ سے وحشت نہ گئی — لاکھ گلشن مین پھرا دل کے بہلنے کیلیے

جب مین جاتا ہون وہ کہتے ہین تم آیا نکرو
زہر لاتے ہو مرے گھر مین نگلنے کیلیے

جانیوالون نے خبر کی نہ سفر کی اپنے
مستعد ہم بھی تو تھے ساتھ ہی چلنے کیلیے

یاس حرمان کی یہ کثرت تھی کہ رستہ نملا
آرزو رہ گئی ارمان کو نکلنے کے لیے

کوی جانان مین چلو کہتی ہے میت میری
لوگ رکجاتے ہین کندھا جو بدلنے کیلیے

دیکھ اکدن تو تماشا مری دلسوزی کا
آؤن مین بھی ترے پروانون مین جلنے کیلیے

یار کے شعلۂ رخسار کی گرمی جو سنی
دل مرا ہو گیا موجود پگھلنے کے لیے

نخل امید نہ اکبار بھی سرسبز ہوا
لاکھ ارمان کیے پھولنے پھلنے کیلیے

حبس مدفن ہی نہ تفریح یہان ڈھونڈھا ہی روح
حکم اس گھر مین ہوا کو نہین چلنے کیلیے

سب بنالالہ چمن ہو گئے پامال خزان
آئے تھے جو کہ یہان پھولنے پھلنے کیلیے

خوش خرامی کو تری دیکھ کے طاقت نہ رہی
کبک و طاوس ترسنے لگے چلنے کیلیے

تا کجا رنج و الم فرقت جانان مین بسر
کوئی تو شغل کرو دل کے بہلنے کے لیے

جوش جنون کے ہوتے ہین سامان نئے نئے
دیتے ہین پھید تار گ

محفل مین روز ہوتے ہین سامان نئے نئے
پیدا کیے ہین طرز مریحان نئے نئے

ہین لاکھ ہمین سے عہد شکن بیوفا ہان
غیرون سے روز ہوتے ہین پیمان نئے نئے

پابند ہوگا دل کسی زنجیر زلف مین
دیکھے ہین شب کو خواب پریشان نئے نئے

ہاتھون سے اتنا وحشت گل پیرہن کی آہ
کرتا ہون چاک روز گریبان نئے نئے

محراب کعبہ ابروے بت سے ہی آشکار
ہین کفر و دین مین مثل کے سامان نئے نئے

ہر زخم اک چمن ہی تو ہر داغ لالہ زار
پھولے ہین میرے دلمین گلستان نئے نئے

جلسونمین کیون نہ قدر ہمارے سخن کی ہو
غزلین نئی نئی ہین غزلخوان نئے نئے

کیونکر نہ شاعرونکو سر نو سے ہو عروج
سامع نئے نئے ہین سخندان نئے نئے

زیر نگین ہوا ہی مرے کشور سخن
چاہون تو روز جمع ہون دیوان نئے نئے

حسد نسے ہوگیا ہی ہمین اوس پری سے عشق
ہین حوصلے نئے نئے ارمان نئے نئے

ہر طرف کو گنج شہیدانکی اک بہار
پھولے ہین جابجا چمنستان نئے نئے

گاہ رنج گہے حسرت و ملال
آئے مکان دل مین ہین مہمان نئے نئے

لونکو بھی شانے کی طرح سے
کرتے ہین پیچ گیسوے پیچان نئے نئے

میعاد ختم قیدِ ملل کی بھی کیا ہوئی
نیچر بنے جو گبر و مسلمان نئے نئے

کسطرح ہو گذر درِ جانان پہ ای ہنر
دربان نئے نئے ہین نگہبان نئے نئے

یار نے وعدہ کیا ہی آج آنیکے لیے
منتظر ہون آہ مین آنکھین بچھانیکے لیے

آتے ہین وہ دل ہمارا آزمانیکے لیے
جاتے ہین ہم اپنی جانبازی جتانیکیلیے

بلبلو فصلِ بہاری مین یہ کیا سودا ہوا
شاخِ گل کی آرزو ہی آشیانے کے لیے

ہمتو بیٹھے رو رہے تھے قصدِ رخصت سُنکے صبح
آپ کیا ہنستے ہوے اوٹھے ہین جانیکیلیے

زشتیٔ اعمال سے یہ منفعل ہون قبر مین
ہاتھ نکلے ہین کفن سے مُنہ چھپانیکیلیے

آگ دامن مین لگی ہی آہِ آتشبار سے
دوڑے آئے ہین مرے آنسو بجھانیکیلیے

چرخ کو ویرانۂ حسن بعرش پر آیا جو رشک
آگ کو ساکھو کی بھڑکایا جلانے کیلیے

اوس پری رو نے جو اوٹھوایا مرے تابوت کو
گھر کے آیا ابرِ رحمت شامیانے کیلیے

خون رو کر زخمِ دل سے مین تو بیدم ہو گیا
رہ گیا سوفار تیرا مسکرانے کیلیے

صورت اونکی دیکھنا ہوتی ہی کب انکو نصیب
ہین مری آنکھین فقط آنسو بہانیکے لیے

تجھسے کوئے یار مین ایدل نہ تڑپا جائیگا
ضعف ترسائیگا تجکو تلملانیکے لیے

کون ہی غش مین پڑا ہی آج کیا ہی اہتمام
نکلنے بنتے ہین یہ کسکے سونگھانیکیلیے

دل یہ کہتا ہی کلیجے کا لہو کردو شریک
پیسی جاتی ہی حنا اونکے لگانیکیلیے

پکڑے ہین اپنا جگر جو دل دکھاتے تھے مرا
خود وہ روتے ہین جو آئے تھے رلانیکیلیے

یاس ہی دیدار سے ہی قطع امید وصال
دل ہمارا ہی فقط صدمہ اوٹھانیکے لیے

بیخودی وجد مین آتا ہی ہو کر مست ذوق
جسکو ہم دیتے ہین غزلین اپنی گانیکیلیے

موجزن ہوگا زمانے بھر مین دریا گلاب
آج جاتے ہین وہ گلشن مین نہانیکیلیے

اعتبار رنج ہی کچھ ہی نہ راحت کو قیام
ہی تغیر راتدن ایدل زمانیکے لیے

سکۂ داغ جنون نے وندرا ونکو ای ہنر بر
سینت رکھی ہی یہ دولت کس زمانے کے لیے

محبت جان جان تمکو جو میری آزمانی ہی
تو اوسکا امتحان کرلو جو دل مین تمنے ٹھانی ہی
قریب الموت ہون اور دور مجھسے یار جانی ہی

کشش تیری مجھے اس وقت ایدل آزمانی ہی
شباب آئینہ دکھلاکے اونھین کرتا ہی خود رفتہ
بجا ہی یہ غرور حسن آغاز جوانی ہی
پھٹا پڑتا ہی جوبن ہوتی ہین جائین فدا صدہا
ستم ہی حسن کا عالم قیامت نوجوانی ہی
یہ دل مین آئی کیا جو سرفراز آپ نے ہمکو
سنین ہم بھی ہمارے حال پر کیا مہربانی ہی
عدم کے کوچ کرنے کا اجل فرمان لائیگی
جو تحریر مقدر ہی وہ اک دن پیش آنی ہی
تڑپتا ہی کوئی دل تھام لیتا ہی کوئی سنکے
حقیقت مین نہایت درد خیز اپنی کہانی ہی
ہمارے مرنے مٹنے کی نہین کرتے ہو کچھ پروا
تمھین رحمت خدا کی واہ وا کیا قدردانی ہی

چلے ہین جان پر ہم کھیلکر پردہ اوٹھانے کو
نہ ڈر برقِ تجلی کا نہ خوفِ لن ترانی ہی

نہ لے غسال چھلا ہاتھ سے میرے پسِ مردن
کہ جسپر جان دی ہی مینے یہ اوسکی نشانی ہی

لہو مین تھوکتا ہون دردِ دل دم بھر نہین تھمتا
جدائی مین یونہین گھٹ گھٹ کے اکدن جان جانی ہی

خزان مین بھی قفس سے چھوٹنے کی تجکو حسرت ہی
تری تقدیر ہی مین خاک ای بلبل اوڑانی ہی

شبِ معراج کی شہرت نہ ہو کیونکر دو عالم مین
حبیبِ خاص کے گھر مین خدا کی میہمانی ہی

قیامت مین سوا اکسیر کے یہ کام آئے گی
تمھارے عشق مین برسون جو ہمنے خاک چھانی ہی

کبھی ہم تھے چمن تھا جمع سب اسبابِ عشرت تھا

قفس مین اب تو گھٹتے ہین نہ دانہ ہی نہ پانی ہی
چھٹا ہی چاہتا ہی اے دل اب اس بیقراری سے
اجل آ پہونچی ہی دم بھر مین رخصت جانفشانی ہی

ہنر ہر اب تو دُرِ خوش آب ہی ہر شعر تر اپنا
بحمد اللہ وہ بحرِ طبیعت مین روانی ہی

وہ جو اپنی نظر سے اوجھل ہی
دل ہی بیتاب جان بیکل ہی

روح مین وقتِ نزع ہلچل ہی
قصہ اب کوئی دم مین فیصل ہی

دل ہلا ڈالے ہین خدا [illegible] کر
کس قیامت کی اونکی چھاگل ہی

کیا ہے تجھے کسیکی یاد مین اشک
پھیلا [illegible] آج کاجل ہی

جاتے ہین ہم جہانِ فانی سے
کون ٹھہرے یہان تو [illegible] ہی

برق ہی آہِ پر شرر اپنی
مژۂ اشکبار بادل ہی

تا بکی انتظارِ یار کرون
اک برس اب تو مجکو اک پل ہی

چاند سورج ہین تختیون سے خجل
کون سے نور کی یہ ہیکل ہی

تم بھی آئے ہو دیکھنے صورت — دل کے آئینے پر وہ صیقل ہے

بیدِ مجنون ہے اپنا نخلِ مراد — اسمین اک پھول ہے نہ اک پھل ہے

آ چھپا سایۂ کرم مین ترے — یہی اس بے نوا کا کل ہے

باغِ عالم مین گر نہو وہ گل — میرے نزدیک پھر یہ جنگل ہے

کیون نہین تھمتے اے ہنر پر آنسو

آج آنکھون سے کون وجل ہے

نامِ خدا شباب ہے دل مین امنگ ہے — طفلی مین اور رنگ تھا اب اور ڈھنگ ہے

وہ پوچھتے ہین لیکے مرے گھر کا جائزہ — مسند لگی ہے کسکی یہ کسکا پلنگ ہے

گردن مین آکے سانس اٹکتی ہے بار بار — طوقِ گلو سے اب تو جنون دم بتنگ ہے

تیرے دہن کو لعل سے نسبت ہے کیا بھلا — اعجاز کا نگین ہے یہ اور وہ سنگ ہے

…ی طمع نے سبکا لہو کر دیا سفید — کچھ آجکل عجیب زمانیکا رنگ ہے

دھمکی فقیر پر طلبِ زر مین ہے جو یار — یہ جنگِ زرگری ہے کہ سچ عزمِ جنگ ہے

آیا ہے جب سے باغ مین وہ غیرتِ چمن — رنگت گلون سے غنچون سے خوشبو بتنگ ہے

شب کو جو اپنی آہ کا شعلہ ہوا بلند
بولا وہ شمعرو یہ اوڑی کسکی چنگ ہے

سیر چمن خوش آتی ہے ہمکو نہ سیر دشت
ہے جوش عشق اور ہی دلمین اومنگ ہے

اک سیمبر کے سونیکا سامان ہے درست
گل تکیے مخملی ہین طلائی پلنگ ہے

برعکس ہے وہ آئنہ رو سکتے ہین ہم
صورت صفائی کی جو نہین عقل دنگ ہے

غائب ہوے جو آنکھ سے ملین نا پہونچ گئے
ہر ثُقبہ میری آنکھ کا اونکی سرنگ ہے

بیٹھا ہوا ہے یار مرے غم مین سوگوار
محفل مین ہے رباب نہ اب جلترنگ ہے

کلکتے سے خدا ہی مسافر کو دے نجات
اس جا کی بود و باش تو قید فرنگ ہے

گل شعر جسے کھلاتے ہین سنکے غنچہ لب
دلچسپ وہ ہنر ہے لے شعر و نگار ہے

کیا کہون فرقت مین کیا حال دل بیتاب ہے
بے قراری مین کبھی بجلی کبھی سیماب ہے
اوس سے کہدو رحم جسکے عہد مین نایاب ہے
لے خبر بہر خدا اب دل بہت بیتاب ہے

سرخون کو روبرو تیرے بھلا کیا ہو فروغ
جان جان مکھڑا ترا خورشید عالمتاب ہی

ہونگے پژمردہ چمن ہونیکو ہی رخصت بہار
گُل وہ مرجھانے کو ہی جو باغ مین شاداب ہی

غنچہ و گُل ہین خزان کے خوف سے سہمے ہوے
بُلبُل بیتاب کا صدمے سے زہرہ آب ہی

یہ نگین قدرتی ہی وہ جو اُسکو ہو تو ہو
لعل اگرکمیاب ہی تیرا دہن نایاب ہی

اک مسہری ایک چادر ایک شمع ای سیمبر
تیرے کُشتے کے لیے درکار یہ اسباب ہی

بیڑیان زنجیر لنگر ہتکڑی اک طوق بس
تیرے دیوانون کا یہ زیور یہی اسباب ہی

عفو کی امید رکھتا ہون جو کرتا ہون گناہ

اِسپہ نازان ہون کہ توبہ کا کُشادہ باب ہی
سرو قدا وٹھکر مری خاطر سے لیتے ہو جان
کونسی تعظیم ہی یہ کون سا آداب ہی
دونون رخسارون کا اونکے دیکھتا ہون اوجِ حُسن
ایک تو ہی آفتاب اور دوسرا مہتاب ہی
لعلِ دلبر میرے کُھدوا لے تو اپنا اسمِ ذات
دوسرا ایسا نگین ممکن نہین نایاب ہی
مُنہ پہ لیتا ہی دلِ بیمار چوٹین عشق کی
ناتوانی مین بھی اپنے وقت کا سہراب ہی
آکے بے اوس گُل کے گُلشن مین مین رو دیا اسقدر
ہر طرف جل تھل بھرے ہین ہر چمن سیراب ہی
بارشِ ابرِ طبیعت سے یہ دیوان ای ہنر
غیرتِ باغِ جنان اگ گُلشنِ شاداب ہی

سنگھا دی کے لا بُو زلفِ ساکی — یہ کیا تو نے قیامت ای صبا کی
کریمی نے وہ بینائی عطا کی — نظر آنے لگی قدرت خدا کی
نہ پونہچے منزلِ مقصود تک ہم — بہت کچھہ متّقین کین رہنما کی
مریضِ عشق کی بھی کچھہ خبر ہی — کُھبا ہی وہ نگاہون مین قضا کی
جگہ دی اونسے خود پہلو مین ہمکو — اطاعت سے جو اوسکے دلمین جا کی
یہان جب تک رہا ماتم ہمارا — وہان شادی رچی نوبت بجا کی
ہمارا دل وہ آئینہ ہی جسکو — نہین صیقل سے کچھہ حاجت جلا کی
ترے دہن سے لپٹے خاک ہوکر — محبّت کی یہ ہمنے انتہا کی
عدم مین ہمنے آبادی نہ دیکھی — نئی روز اسمین اک بستی بسا کی
ہمیشہ میری آنکھون مین رہے تم — تمہاری آرزو دل مین رہا کی
الگ بیٹھو ادب سے ای نکیرین — کہ آمد ہی یہان شیرِ خدا کی
جدھر مہکا گُلِ داغِ محبت — صدا آنے لگی صلِّ علیٰ کی
تری رفتار نے اک حشر ڈھایا — جدھر رکھا قدم آفت بپا کی

مقابل جب کیا میرے لہو سے — نہ ٹھہری اوڑ گئی رنگت حنا کی
نکی فریاد محشر مین خدا سے — یہانتک پاسداری کی وفا کی
خبر لو اپنے دامن کی ہوا دو — رسے سکتے ہین غشی ہی انتہا کی
مقام ہو ہی گویا عالم دل — نظر آئی نہ صورت ماسوا کی
چبھا نشتر تو مژگان یاد آئی — نہ کم کی فصد نے وحشت سوا کی

نہ کیونکر ہو ہنر پر امید بخشش
محبت دل سے ہی شیر خدا کی

تری اس بیوفائی پر بھی یہ عالم ہمارا ہی
کہ مرتے مرتے تیرا نام لے لے کر پکارا ہی
قیامت کل ہی بس کل ہم ہین اور اوسکا نظارا ہی
اسی امید پر مرتے (جیتے) ہین اتنا ہی سہارا ہی
جسے عالم مین تم چاہو کنوئین دنیا کے جھنکواؤ
نہین ای غیرت یوسف کوئی ثانی تمھارا ہی

ملین ہم یا نہ دلبر سے ملین اپنی طبیعت ہی
رہتا تو ناصحا تو کون تیرا کیا اجارا ہی

خدا کے واسطے صورت دِکھا ای قاصدِ جانان
ترے دھوکے مین ہمنے راہگیرونکو پکارا ہی

نہین کچھ اعتبار اس دولتِ فانی کا دنیا مین
خزانہ ہی نہ لشکر ہی سکندر ہی نہ دارا ہی

نئے جور و جفا کے گل کھلا کر کیا نکرتے ہو
جگر کا داغ پوشیدہ نہین ہی آشکارا ہی

اگر تمکو نہ مین چاہون تو بولو کسکو پھر چاہون
کوئی معشوق ہمتا ہی نہ تمسا کوئی پیارا ہی

بچا لینا مجھے ای رحمتِ معبود محشر مین
ترا ہی آسرا ہی اور تیرا ہی سہارا ہی

نہین کچھ غم جو دل لیکر گیا ہی جان بلب تمنے

ہماری جان لوگے تو ہمین یہ بھی گوارا ہی

مجھے تلقین پڑھنے مین وہ لاتحزن سناتے ہین

الٰہی شکر یہ تو میری بخشش کا اشارا ہی

ہنر پر اہلِ زبان نے ہمسے سیکھی ہی زباندانی

فقط یہ فیض حضرت استاد ہی جو یہ رتبہ ہمارا ہی

دلمین ہمارے ہی شکل اپنے مہ جبین کی
جچتی ہی کب نظر مین صورت کسی حسین کی

اقلیمِ دل تو ظالم پامال کرچکا ہی
اب فکر مین ہی شاید تاراج ملک دین کی

برسیگی چشم پرنم کس شعلہ رو کے غم مین
بجلی چمک رہی ہی پھر آہِ آتشین کی

ہی نام اوس پریکا منقوش میرے دلپر
کب دولتِ سلیمان قیمت ہی اس نگین کی

سو بار مینڈھی زلف اوس ظالم سے ہو ہوئی ہی
مشکل ہی روکنا چوٹ اس مارِ آستین کی

قندِ لب نکو ہی شہدِ جان سے خوشتر
قدر اسکے روبرو ہی کب قند و انگبین کی

کرتی ہی دست و شانہ آنیکے تھے اکبار
خوشبو دماغِ جانمین ہو اس زلفِ عنبرین کی

انجم ہی آسمان پر کیا صرف منفعل مین
خود مہر بھی خجل ہی افشان سے اوس جبین کی

مقصود جب وہ ٹھہرا پھر غیر سے غرض کیا
لڑتی ہی آنکھہ یارو سے کی طرح ہمکو
گر خسروانِ نامی شاہی سے ہین گرامی

دنیا کی کچھ ہی پروا ہمکو نہ فکر دین کی
الفت نے پیس ڈالا اوس چشم سحرگین کی
ہی فخر یان غلامی سلطان مرسلین کی

شہرہ ترے سخن کا ہر سو ہے پہونچا
دھومین مچی ہین کیا کیا تحسین و آفرین کی

تمام شد

تاریخ طبع دیوان از حضور پرنور عالیجناب مصنّف معلّے القاب دام اقبالہٗ و جلالہٗ

ببین جوشِ بہارِ تازہ دیوان — نہ دیوان بل گلستانِ محبت
ببین ہر سو گلِ معنی دمیدہ — میانِ صحنِ بستانِ محبت
مرا این دیوان محبت راز بالشت — دلم باشد زباندانِ محبت
ز صہباے محبت باد سرشار — دماغِ بادہ نوشانِ محبت
بکامِ جان چو شانِ انگبین ست — ز ہر شعرِ غزل شانِ محبت
بود دیوانِ من جانِ محبان — نمیگویم غلط جانِ محبت
چنین دیوان چرا محبوب نبود — کہ سرتاپاست در شانِ محبت
مکمل شد چو این گنجینۂ شوق — مرتب شد چو دیوانِ محبت

ہژبرش سالِ اتمام اینچنین گفت
ببین لطفِ خیابانِ محبت
۱۲ ھ ۹۷

تقریظ از افادات قلم بلاغت رقم عالیجناب سلطان کشور سخندانی سریر آرای ملک معانی تاج البلغا سراج الادبا مقبول بارگاه رب مجید بهین یادگار دودمان حضرت سلطان ٹیپو شهید حضرت شاهزادهٔ سلطان بشیر الدین صاحب المتخلص به توفیق

لا زالت شموس افاداته طالعة

برین دیوان نظر کن ای سخندان
که گنج شایگانست این نه دیوان

ز الفاظ و مضامین دل افروز
بود الحق نظیر باغ رضوان

ز مضمونهای رنگین باشدش گل
وز الفاظ طرب انگیز ریحان

برین دیوان نظر بگشا که گوئی
نعیم جنت ست و روح و ریحان

مضامینش طرب انگیز چون گل
گرامی تر ز دل شیرین تر از جان

تعالی الله ازین دیوان که کرده
بهای قند و نرخ شکر ارزان

برین دیوان که عید اهل ذوق ست
برب کعبه گنج گاو قربان

اگر گویم که این دیوان چو جان ست
بجان تو که نبود زور و بهتان

وگر گویم که سلکِ گوہرست این | کند تصدیق عقل و گویدم ہان
نیارم مدحتِ این نظم کردن | بنظمِ خارج آہنگِ پریشان
غزالِ شادی ار خواہی شکارت | ز دیوانِ ہنر باید ل غزلخوان

بزیرِ چرخ چون او نیست توفیق
سخنگوی و سخن سنج و سخندان

تقریظ از نتایج افکارِ گہربارِ جنابِ فضائل و کمالات مآب
مولانا مولوی محمد شاہ صاحب منیجر سرکارِ فیض آثار
حضور پر نور عالیجناب حضرتِ مصنف معلّی القاب

اگر بدیدۂ انصاف بینی این دیوان | دگر دلت نگشاید ز سیرِ باغِ جنان
نکوترینِ کلامِ سخنوران گزین | گزین ترینِ دواوینِ شاعرانِ جہان
اگرچہ شعرِ بحکمت ستودنی بنود | ولی سفینۂ این نظم را ستود توان
ستودنی ست کلام ستودنی شاعر | ہنر پیشۂ جود و کرامت و احسان
ستوده خوی پسندیده گوی و عالی طبع | شگفته روی و کشاده جبین و لب خندان

بگفته گهرین کاسد بهای درست
بمنطق شکرین شهدست کاسد شان

اگر ز صاحب دیوان سخن همی پرسی
وگر سوال کنی از فصاحت دیوان

هم اینت فخر همه ناظمان روی زمین
هم اینت فخر همه نظمهای اهل زمان

سخن سرائی ختم ست بر هنر چنانکه
سخا بحاتم وگردی برستم دستان

مدیح او نبود کار کلک هر مدّاح
توان شمارهٔ اوصاف او ودا نتوان

نه ممکن ست که اوصاف او کنم تحریر
که نزد عقل محالست وخارج از امکان

توان شمارهٔ عشری ز حد حلش کردن
اگر شمرد توان ذرّه‌های ریگستان

اگر شمرد توان موجهای عمّان را
دران زمان که وزد تند باد بر عمّان

وگر شمرد توان قطره‌های باران را
دران زمان که به تندی فرا رسد باران

بنظم او نرسد نظم سعدی وحافظ
به شعر او نرسد شعر اعشی وحسان

اگرچه کلک مرا نظم کار آسانست
ولیک نیست شمار کمال او آسان

دم از مدیحش اگر انوری زدی او را
میان مردم دانا لقب شدی نادان

خجل شدی وبعجز اعتراف آوردی
زبان کشادی در مدح او اگر سحبان

ثنای او بنویسم مرا کجاست مجال — مدیح او بسرایم مرا کجاست زبان

چو وصف او نتوانم کنم یکی ز هزار — مرا بعجز و زبونی خود بهست همان

که دست عجز و ضراعت بر آورم بدعا — پی درازی عمرش بحضرت یزدان

خداش ملک سلیمان و عمر خضر دهاد — بقاش باد وابسته با بقای جهان

همیشه تا که بود ابر تیره و مظلم — همیشه تا که بود مهر روشن و تابان

رخ عدوی تو شاها سیاه چون شب باد — دل حبیب تو بادا چو روز نور فشان

همیشه دشمن تو باد با دل غمناک — همیشه خوشدل و مسرور باشی و شادان

همیشه رحمت یزدان رفیق حال تو باد
که دولتی نبود به ز رحمت یزدان

تاریخ طبع دیوان بلاغت عنوان ایضاً از جناب مولانا محمد و

سخن‌ور دوانیش فرامین — شه فرمانروایش خسرو دین

ملکزاده فرید و نقد سلطان — سر و سر دفتر ارباب تمکین

شه شاهان اقلیم فصاحت — هزبر بیشهٔ خلق مضامین

بران جملہ دواوین ست طغرا | گزین دیوانِ آن شاہِ خوش آئین
کہ طغرای دواوین گشت نامش | منزل زاسمانِ مدح و تحسین
بجو تاریخِ طبعش ہم ازین نام | کہ سالِ ہجریش اینست تبئین
اسے آمے عمر و اقبالِ شہِ ما | فزون باد از حد و احصای تعیین

وزین دیوان دواوین ابو ذیب
لطغرا تا بود زیب فرا این

تاریخِ طبعِ دیوانِ مبارک از ثمراتِ فکرِ صائب و ذہنِ ثاقب جنابِ سیادت و نقابت انتساب مولانا مولوی سید قمر الدین احمد صاحب ملازم خاص و متوسل باختصاص حضور پرنور عالیجناب مصنف معلی القاب

آن ہنر پیشۂ شعر و سخن | شہریارِ کشورِ حسنِ بیان

یعنی این شاہِ ذی جاہ اود — اخترِ تابانِ بُرجِ عزّ و شان
نام سلطانِ ولایت از ردیف — گر کُنی با نامِ شاہِ مرسلان
درمیان افزون کُنی نامِ ہنر — تا دہد ضیغم دلی را خوش نشان
زین گزین ترتیب خوانده ہر سہ لفظ — ضم کُنی لفظِ بہا در ہمدران
خوش شرف یابی بدرکِ نامِ پاک — اسمِ والا یش شود نیکو عیان
این گزین دیوان کہ می بینی دلا — ہست تصنیفِ ہمان شاہِ شہان
نیست دیوان بل گرامی مخزنیست — از دُر و یاقوت و الماسِ گران
یا نمایان گشتہ اندر روزگار — نوبہاری از گلستانِ جنان
شرحِ وصفِ این گزین دیوان دہد — خود کجا آن خامہ را تاب و توان
گر زمدحش عاجزی ای دل خموش — ہان سخن از نام و تاریخش بران
فیضِ نظمش بسکہ شائع چارسوست — نامِ تاریخش نظمِ فیض خوان
۶۱۸

ایضاً

للہ الحمد کین گزین دیوان — منطبع شد بصورتِ احسن

نی غلط گفتم این نه دیوانست
بلکه هر صفحۂ نگارینش
وز مضامین بسی شگفته دران
سالِ طبعش ز روی استحسان

بل ز عدلست بیخزان گلشن
هست رنگین چو قطعهای چمن
گُل و نسرین و یاسمین و سمن
گشت گلدستۂ ببین سخن
۱۲۹۷ھ

تقریظ از رشحاتِ سحابِ فکرِ بلند و طبعِ آسمان پیوند جنابِ حذاقت مآب حکیم صاحب عالیم اتب جناب مولانا مولوی حکیم سید محمد سجاد صاحب ملازم و معالج خاص حضور پر نور عالیجناب حضرت مصنف معلی القاب

فرید و نقدر گردون صدر جمجاه
بباغِ علم و دانش رستین سرو
فروزان اخترِ برجِ شجاعت

سلیمان شوکت خورشید خرگاه
برا ورنگِ سخندانی گزین شاه
شجاعت از و صد غرو صد جاه

بلاغت پوست مغز روشنش مغز / فصاحت بندهٔ فکر صائبش شاه
یکی دیوان اردو نظم فرمود / که نتوان خواندنش نرخ شکرگاه
بسی جانش بنده شاهان کلام اند / چه نظم دلکش است الله الله
برین دیوان نظر کن تا ببینی / کلامی دلنشین و دلچسپ و دلخواه
کلام نغز و نظم روشنش را / خرد بشنید و گفتا لوحش الله
اگر دل را نخواهی رنجه گاہے / برین دیوان نظر کن گاه و بیگاه
گر انرا بشنود عاشق کشته ہوے / و رانرا بشنود واله کند آه
میان شاعران اهل دیوان / بلندش پایه آمد قصّه کوتاه
ز دیوان هنر برایدل غزلخوان / لبش بوسست و کلاه انداز برماه
بنظم هنر بیشهٔ فضل / بود نظم فصیحان بنگ روباه
اگر مدحش شنیدی خسرو هند / شدی مشتاق و گفتی این القاه
وگر سعدی شنیدی گفتی از شوق / من او را بودمی ای کاش همراه
بود نامش بمردی و بگردے / فزون از حاتم و رستم در افواه

مرا او را راه در دلهاے مردم — خبر دارد در دلِ آگاهِ او راه

سکندر را چو خوانی بندهٔ او — پسندد این لقب من غیرِ اکراه

مرا او دستگیر ست و من او را — دعا گو و رضا جو و هوا خواه

منم از دل هوا خواهِ صمیمش — ز صدقِ من خبر دارد دلِ شاه

که پر نور ست و معمور ست و روشن — که هشیار ست و بیدار ست و آگاه

محلِ ایزدِ پاک ست آن دل — که دانا خواند دل را کعبة الله

الٰهی سالِ عمرش را شماره — بسے افزون ز یکصد باد و پنجاه

ز رویش نورِ مهر و ماه تا بد — بود تا تاب در خور نور در ماه

صدیقش را بود پا بر سرِ تخت
عدویش را بود جا در بنِ چاه

نثر در مدحِ حضرتِ مصنفِ والاشان و تقریظِ دیوانِ بلاغت عنوان نتیجهٔ کلکِ بلاغت سلک لائق الدوله

محمد جان علی خان بہادر المتخلص بشاہد ملازم خاص حضور پر نور عالیجناب حضرت مصنف معلّی القاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیقیاس خالق ارض و سموات زبان بشر کیونکر معرض بیان مین لائے
جہان مقربان خاص باختصاص سے ما عرفناک کی صدا آئے تعز من
تشاء وتذل من تشاء اوسکی شان ہی موجود قرآن ہی مشت خاک پراگندہ
جمع کرکے ابو البشر بنایا انی جاعل فی الارض خلیفہ سنایا اریکہ نشین
خلافت صاحب تاج ولواسب کا سرتاج کیا فرشتونکو سجدے کا
محتاج کیا پانی پر فرش خاک بچھاکے اربع عناصر کا ظہور دورہ
شش جہت کو مسدس کرکے محدود کیا معدوم کو موجود کیا تجلی اسم اللہ
یہ ہوئی کہ مقرب کو دانائی کے دھوکے مین بعد ہوا مردود کیا اور لا علم

لنا الا ما علمتنا کے مظہر کو تقرب عطا کیا گروہ ملک کو سجدۂ تعظیمی کا حکم دیا
انسان اگر ہمہ تن زبان ہو تو بھی اوسکے احسانات کا شکر شمہ نہ بیان ہو
بس یہ بات صاف صاف ہے سب سے بہتر عاجزی کا اعتراف ہے

نعت جناب سرورِ کائنات علیہ افضل التحیۃ والصلوٰۃ

ساقیا دے وہ بادۂ پرنور — جس سے ہو لذتِ شرابِ طہور
کیفِ صہبا کی مستی ہی مقصود — پیتے ساقی پیتا ہوں درود
فخرِ ارض و سما محمدؐ ہیں — خاتمِ انبیا محمدؐ ہیں
بحرِ قدرت کا ہے وہ دُرِّ یتیم — تاجِ خلقت حبیبِ ربِّ قدیم

گلدستہ تحیات طیبات نذر اوس سید المرسلین صاحب طٰہٰ و یٰسین کی ہے کہ جسکے شمیم اخلاق سے مشام خرد عطر بیز اور نسیم اشفاق سے دماغ عقل حکمت خیز اوسیکے فیض قدم سے چمنستان عالم رشک گلزار اوسیکی ہوا خواہی سے کاسہ سر انس و جان غیرت طبلۂ عطار وہ رہ نورد منزل سبحان الذی

اسری ہی پلک سے پلک کسی ملک کی نہ جھپکنے پائی فرشِ خاک سے عرشِ پاک
تک سبکی سیر نظر آئی سایہ پیچھے رہا ہمراہی کی تاب نہ لایا پھر کسیکو نظر نہ آیا
شگوفۂ باغِ جلالت نورِ حدیقۂ رسالت شمعِ محرابِ نبوت محرمِ خلوتخانۂ
قربت صاحبِ قابَ قوسین او ادنیٰ خورشیدِ آسمانِ فتدلّیٰ دانندۂ اسرار
جنابِ باری بینندۂ کیفیت ہشت پرچۂ زنگاری سردارِ دو عالم عالمِ اسرار
حدوث و قدم [illegible] رسالتاک تشریف ادراک ابوالقاسم
محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین

زلالِ حمد و نعت اولیٰست برجا کہ ادب گفتن	سجودے میتوان کردن درودے میتوان گفتن

منقبت جناب امیر علیہ السلام

اور نقودِ مناقبِ بے منتہی ثنا ملا تعد ولا تحصی ایشکش عالی خطبۂ امامت کی ہے جسنے
ہمیشہ پر توِ رخِ ذوالفقار معرکۂ کفار مین چمکایا زبانۂ تیغِ شرربار سے خرمنِ
شرکِ مشرکان جلایا اوسکی شان مین تیلو اشاہد آیا انا مدینۃ العلم وعلی بابہا

حضرتؐ نے فرمایا تاجِ ہَلْ اَتیٰ فرقِ مبارک پر درست خلعتِ لافتیٰ قامت زیبا پر چست کعبہ مین ولادت مسجد مین شہادت صاحب شمشیرِ دو پیکر قاتلِ مرحب وعنتر سلمان کا یا ور قاضیِ بازو کبوتر سے علیؑ کو کہین کیون نہ دستِ خدا کہ خیبر کا مشہور ہی ماجرا + ولیِ خدا ابنِ عمِّ رسولؐ + شہِ اولیا ہی وہ زوجِ بتولؑ

قلم کو یہ طاقت یہ قدرت کہان
که توصیفِ حیدرؑ مین کھولے زبان

خطاب بجانبِ طبع

ہان اب ای طبعِ باغبانِ سخن
ہی یہی وقتِ امتحانِ سخن

ہی یہ موقع سخن سرائی کا
وقت ہی طبع آزمائی کا

آج دیکھین تو ہم تری جودت
ہی یہ اوس شاہزادے کی مدحت

کہ جو خود بلبلِ فصاحت ہی
طوطیِ گلشنِ بلاغت ہی

کوکبِ چرخِ نکتہ دانی ہی
بلبلِ گلشنِ معانی ہی

سبحان اللہ ایسا شہزادہ جم وقار ہی سکندر جسکا آئنہ دار ہی فغفور جاہ قیصر بارگاہ جم حشم دارا خدم فریدون احتشام سنجر احترام کسریٰ معدلت خسرو منزلت

زیبِ سلطنت رونقِ مملکت اخترِ تابندۂ فلکِ برتری مہرِ درخشندہ سپہرِ والا سری مظہرِ فیوضِ غیبی مؤید بتائیدِ لاریبی نظم

تابعِ حکم اہلِ ہفت اقلیم
چند ارسطو صفت حکیم و ندیم

مرتبے مین فلک سے بڑھکر اوج
مثلِ انجم ہی فوجِ دریا موج

جود و بخشش مین بعدیل کہون
کہون حاتم اگر بخیل کہون

نام کو بھی نہین ہی کوئی فقیر
کھیل ہی بانٹنا زر و جاگیر

مال و زر سے بشر ہی کیا ہین غنی
کہ ہوس تک ہوئی ہی مستغنی

بازرہتا ہی بابِ فضل و کرم
اوسکے در کا گدا ہی اک حاتم

عدل کی اوس چمن مین ہی یہ بہار
کوئی نالان نہین سوائے ہزار

گرکسی رنگ سے وہ ہاتھ آتا
چور مہندی کا بھی سزا پاتا

اور اوس جم سیر کو کیا کہیے
موجدِ آئینِ عدل کا کہیے

شاہزادۂ نامدار رشکِ فغفور غیرتِ قیصرِ روم اوسکے کمالاتِ ظاہری اور باطنی کی شہرے سے تا ثریا دھوم فنِ شعر و سخن مین لاثانی اوستاد

انوری وخاقانی اوسکی نظم ونثر سے منشیان عطارد قلم اور شاعران حسان رقم بلاغت نشان کا قافیہ تنگ ناطقہ لال نظیر ایسے نظیر آفاق کا چار دانگ عالم مین عسیر اور محال طرحِ سخن آفرینی مین فرد مضامین گرما گرم سے بازارِ شعرا سرد اوس مہر آسمان وقار کے فیضِ کلام سے زبان دانون کا ذکر نہین مردم بیرونجات کے وہ روزمرے ایسے محاورے کہ اگر شعراے اطراف وجوانب سنین تو عقل دنگ ہو قافیہ تنگ ہو نور کا دیوان فصاحت پر سخن آفرینونکی عقل حیران جان قربان پرچۂ الماس ہر مصرعہ تر قلب وجگرِ حاسد کو خنجر تشبیہ کشی مین لاثانی بہزاد غش حیران مانی اگر مصور چین وہ تصویر نگاری صفحۂ کاغذ پر گلکاری دیکھتا ہاتھ بھول جاتا تختۂ ارژنگ خطِ غلط آمجھکر بھول جاتا ہے کلامِ ظہوری

گمر چون در فنِ صورتگری لبست	قلم ار طرهٔ حور وپری لبست
زنقاشی برنگِ چہرہ آراست	کہ نقشِ سادہ اش چین رونما خواست
اگر بلبل کشد آواز بشنو	دهد آواز را پرواز بشنو

نگیرد طائرش بر صفحۂ آرام | نسازد گر بر آتشیں مہر خود دام

مریخ جلال جرأت کے سامنے رستم بدتر از زال اگر وصفِ پُردلی او جسارت شاہزادہ تہمتن توان زبان پر آئے گور بہرام گور کی کانپے روحِ اسفندیار تھرائے

ابیات

گر کسی دن ملاحظے کے لیے | تیغِ پُرتاب میان سے نکلے
گور مین کانپنے لگے بہرام | تھرتھرا جاے روحِ رستم و سام
شیرِ گردون برنگِ گاوِ زمین | داہنِ خاک مین ہو گوشہ گزین
وہ مرصع ہی تیغ زیبِ کمر | فتح و نصرت ہین جسکے دو جوہر
ہو یقین دیکھکر وہ برق جمال | پہلوی آفتاب مین ہی ہلال
ماہِ نو بھی ہی ایک کہنہ نیام | بلدرگی کا عقدِ پروین نام

قطعہ

صفتِ تیغ ہو بیان کیا کیا | ہان کشیدن اگر میانِ غا
جوہر اپنے وہ شعلہ تاب دکھاے | خرمنِ ہستیِ عدو جل جاے

جبکہ وہ تیغ صاعقہ پیکر
نکلے ابر نیام سے باہر

دیکھکر کتنے اوسکو دنگ رہین
کتنے جوہرشناس صاف کہین

کب حسامِ اجل خرام ہی یہ
مہرۂ افعیِ نیام ہی یہ

تیغ کی چال آفتِ جان ہی
صاف رفتارِ نازِ خوبان ہی

کیون نہ کہیے کہ ذی وقار ہی تیغ
خاص شاگردِ ذو الفقار ہی تیغ

قطعۂ دیگر

ہی یہ اِک اوسکی کاٹ کا جوہر
جب دمِ جنگ فرقِ اعدا پر

یا علی کہکے ایک ہاتھہ لگاے
لذتِ ضربِ ذو الفقار دکھاے

خود و سر کاٹ کر نہ ٹھہرے ذرا
نکلے نا ے گلو سے مثلِ صدا

پہر تصور کی طرح دل مین در آے
جگر و دل کو مثلِ غم کھا جاے

لیکے دم سینے سے بھی خاطر خواہ
نکلے چشمِ زرہ سے مثلِ نگاہ

کاٹ کر وہ زمین پر اوترے
پشتِ گاوِ زمین پہ پھر دم لے

چشمِ بد دور شاہزادہ مرا
آج سا شہ زور ہی وہ نام خدا

لیکے چٹکی مین وہ ملے ہرگاہ — صاف مٹ جاے نقشِ سکۂ ماہ
یہ تو طاقت کی تھی ضعیف مثال — ہو اگر کوہِ بوقبیس سا نال
یون اوٹھا لے زمین سے وہ اکمل — جس طرح ایک دانۂ خردل
قوّت و زور کا تو یہ ہی حال — سُنین احوالِ حلمِ نیک خصال
کوئی مجرم جو سامنے آئے — سیلیِ عفو سے سزا پائے
کہتے ہین دیکھکر یہ اہلِ شعور — اوسکے جامے مین ہی ملک کا ظہور
حلم تو یہ کبھی جو غیظ آئے — جسمِ ضرغامِ چرخ تھرّائے

شاہزادہ سپہر اقتدار کیوان وقار نے نفیس مزاجی سے کوٹھی کو رشکِ ارم بنایا بلکہ نمونۂ بہشت بنایا آراستگی ایوان درستی مکان ہمواری زمین طیّاری قصورِ ارم تزئین سے کوٹھی کے صحن کو ایسا بنایا جیسا ارم ذات العماد کا عالم نظر آیا ہر مکان کے سقف و جدار پر طلائی گلکاریان نئی طیّاریان شیشہ آلات منتخبِ روزگار کثرتِ آینہ بندی سے حلب کا بازار تصویروں کے مطلّا فریم کسی مین شکلِ انگریز کسی مین شبیہ میم مکان نقش طرازی مین

رشکِ نگارخانۂ چین و فرخار درجہ ہاے تحتانی اور فوقانی مین فرش زرکار چاندی کے پلنگ سونیکے چھپرکھٹون سے کمرے سجے مسند تکیے نادر طراز لگے صحن مین ہجومِ اشجار گلہاے بوقلمون سے رشکِ گلزار

مثنوی

زمین غیرتِ وادیِ طور ہی
جدھر دیکھیے کثرتِ نور ہی

بہارِ چمن طاقتِ جان و دل
سرورِ جگر راحتِ جان و دل

مسطّح ہین اسطرح صحنِ چمن
گلون سے ستارون کی ہی انجمن

کہین تختۂ یاسمن ہی کھلا
معطّر ہی خوشبو سے بادِ صبا

کسی جا پہ نسرین کہین نسترن
لطافت نزاکت چمن در چمن

شبِ مہ مین شبّو کی طرفہ بہار
سحر کے ستارونکا نور آشکار

وہ ہر جا پہ سٹر کونکی سرخی عیان
شفق کا ہو بے شبہہ جسپر گمان

بہ تفصیل ہر شی کا گر ہو بیان
تو ہو طول مین صورتِ بوستان

ابیات

ساقیا دے وہ بادۂ سرجوش
جسکے اک جام سے مین ہون بیہوش

پھر پیرِ مغان نکہتا خیمہ
دختِ رز کی دکھا مجھے تصویر

سرخ ہو جاے رنگ انسان کا
سنکے مضمون اوسکے دیوان کا

اوسکو سنکے ذرا نہ تاب آئے
سننے والون کا دم پھڑک جائے

چارسو ہو بلند شورش واہ
روحِ سعدی سے کہے جزاک اللہ

اس زمانِ فرحت توامان اور ہنگامِ میمنت اقتران مین دیوانِ لاجواب کتب خانۂ جہان مین نایاب ریختۂ خامۂ جادو طراز شاہزادۂ قمرجاہ خورشید کلاہ معدنِ جود و نوال مخزنِ فضل و کمال ذی وقار بلند اقتدار فنِ نظم مین فرزدق سے زیادہ سپہرِ سخنوری کا ماہ دو ہفتہ اولادِ اکبر حضرت شاہِ اختر والا صدر فریدون قدر میرزا محمد ہزبر علی خبران بہادر بحرِ شہریاری کا بے بہا دُر دام اقبالہٗ و ضاعف اجلالہٗ نے ایسا دیوان زبانِ معجز بیان سے ارشاد فرمایا جسکے مطالعے سے شعرا نے مضامینِ فردوسی خاقانی اور انوری کا لطف اوٹھایا اگر تعریفِ نظم و نثر اوس جالسِ

چار بالش جہانبانی اور سخندانی کی بیان ہو خطوطِ شعاعی قلم مجرہ خورشید
درخشان ہو شاہزادہ کیوان جناب کی نازک خیالیون پر عقل نہین لڑتی
کوئی بات کہتے سنتے بن نہین پڑتی کہ ایسے نادر و بیمثل دیوانے کس حسن
انتظام سے انجام پایا جسے سُنکے روحِ جامی اور نظامی نے احسنت و مرحبا
فرمایا نفس الامر مین شاہزادہ امرؤالقیسِ زمان ہی اپنے وقت کا سحبان ہے
نثاری مین وحیدِ عصر نظم مین یکتاے دہر عبارت کا وہ تسلسل جسکا ہر
فقرہ غیرت دہِ داستانِ گل و بلبل نثرِ مسجع کا وہ رنگ کہ منشیانِ
بلاغت نشان کی عقل دنگ زبان اوسکے وصف مین عاری سلسلہ بندی
کے روبرو بے آب گہر کی آبداری جس جگہ نظم مین طبع آزمائی کا رنگ
دکھایا بالغ کلامی کا ایسا دریا بہایا کہ خاقانی کی روح پانی پانی ہو گئی
نظیری کی عقل غوطے کھانے لگی نظامی کہ نظم و نثر مین بڑے نامی او
گرامی تھے شہزادہ والا جناب کا اگر رنگِ نظم و نثر دیکھتے تو نقدِ حواس
کیسۂ دماغ سے کھوتے اپنے خمسے کو عرقِ انفعال سے دھوتے

جہان قلم بر داشتہ سادی سادی مطلب نگاری ہی ایسا ایسا فقرہ
دل بستہ اور شعر برجستہ زبانِ قلم پر آیا جسکے سامنے سعدی کی گلستان
بوستان پر رنگِ خزان چھایا متاخرین مین مشہور دھوم دھام سے
خسرو کے نام سے پنج گنج ہی مقابلے مین دیکھے اگر دقیقہ رس اور نکتہ سنج
ہی ہر سطر سلسلِ پیچان مطلب سے دست و گریبان گھونگر والی زلف شاہدِ معانی
پر نور ہی گیسوی حور سے تشبیہ ناقص دینے والے کی عقل کا قصور ہی
ہر جملہ جادو طراز کششِ دل کو بے کوششِ نقشِ تسخیر ہی عنقای بلند پرواز
معانی ہر فقرہ اور ہر شعر مین پابزنجیر ہی جلی کٹی کی تحریر نشتر محبت کی تقریر
سامری کا منتر نثر ایسی شستہ رفتہ نظم کا باغ کھلا ہوا شگفتہ طبیعت نامِ خدا
عاشق تن معشوق مزاج روانی مین بحرِ مواج ہر بیت کے روبرو بیت ابروی
معشوقان ناموزون ہر مصرعہ تر پر سرو کا جگر خون غزل یا قصیدے کے
مطلع سے جو مطلع ہو وہ سمجھے کہ لاجواب ہی مقطع مطلعِ خورشید سے زیادہ
باآب وتاب ہی نثر کے ہر فقرے نے لآلی منظوم کا عالم دکھایا نظم کے

ہر مصرع نے ناوک بنکے نسر طائر کا نشانہ اوڑایا جہان عاشق معشوق کا بیان ہی لیلی مجنون کی داستان ہی کہین حسن کی تعریف عشق کی مذمت یوسف کا قصہ زلیخا کی حکایت ہر شعر معنی پرستون کے لیے بت ہی جو مضمون ہی وہ اچھوتا ہی ترکیب اور بندش صاف صاف ہر بیت پر صاد چشم اہل انصاف جس مطلع مین رزم گستری ہی گویا ذوالفقار حیدری ہی کلک جادو نگار شاہزادہ نامدار کی سلحشوریان گرنگ طبع جواد کی منہ زوریان اِن دونون نے عبارت آرائی اور شعر گوئی کا ایسا میدان مارا کہ دبیر فلک نثر دلپذیر اور نظم بے نظیر اوس عطارد تحریر کی دیکھکر ماشاءاللہ چشم بد دور پکار اوٹھا اوس کیوان وقار کے حضور مین اگر شعر و سخن کا ذکر آیا شہزادہ جمجاہ نے ایسا خوش بیانی کا رنگ دکھایا کہ حاضرانِ حضور کو پیکر حریر بنایا نظم

عاشقانہ کبھی غزل پڑھنا
کبھی اشعار برمحل پڑھنا
سامری کیطرح سے سحر بیان
شمع بزم فسانہ شعلہ زبان

گر سراپا مین وہ کرے تقریر ورقِ دل پہ کھینچ دے تصویر
حُسن کے جب بیان پر آئے دلِ زاہد بھی بھر بھرا جائے
رزم جس دم زبان پر لائے سام و رستم کی قبر تھرائے
لب پہ جرأت کی گر حکایت آئے دلِ نامرد مین حرارت آئے
وحشت انگیز جب کرے تقریر دشت کو بھاگے قیس کی تصویر
دلِ سامع ہو وقتِ افسانہ نوکِ شمعِ زبان کا پروانہ
رشکِ عمرِ خضر ہے فکرِ رسا ہے زبان موجِ بحرِ ذہن و ذکا
ہو نہین کس کس صفت مین گر سخن اِک ازان جملہ وسمین شعر کا فن
سب فنون مین ہے جو کہ مشکل تر عاجز آئے ہین جسمین دانشور
اس فصاحت سے وہ بھی فرمایا کہ جو حسّان بھی سُنکے شرمایا
کی وہ بات اصطلاح مین پیدا دل سے اہلِ زبان ہوے شیدا
روزمرّے نے دی سخن کو جِلا شوخ و رنگین مجھا وہ ایسا
سُنکے رنگینیِ گُلِ تقریر خود کرے مدح بُلبُلِ تصویر

یہ ہیچمدان ژولیدہ بیان ایسی قابلیت اور استعداد کہان پائے جو ایک شمہ تعریف عبارت آرائی اور نظم سرائی ایسے کامل العیار وحید روزگار کی زبان پر لائے اسکے لیے زباندانی فکرِ عالی نازک خیالی طرزِ تحریر بالغ کلامان آئینِ تقریر سخندانان مقدم خوش کلامی چاہیے یاد مضامین کتبِ جامی اور نظامی چاہیے اس ہیچمیرز کو اتنی استعداد نہین اساتذہ کا کلام یاد نہین جرأت نہین پڑتی عقل نہین لڑتی کہ یہ نحیف حاملِ بارِ گران ہو مور ضعیف سے کارِ سلیمان ہو جو شاہزادہ والا احترام کی تصنیف ہے وہ پسندِ وضیع و شریف ہے صاف صاف عبارت بیان مین سلاست اشعار مین آورد کا نام نہین لطف سے خالی کوئی مقام نہین حُسنِ رنگ کو ممدوح الالقاب سکندر جناب نے لکھکر چھوڑ دیا قلم توڑ دیا اِس فن مین لاجواب ہر تصنیف اوسکی انتخاب پاکیزہ زبان گویا بلبلِ ہندوستان بیان فصیح ایک شعر کو دوسرے شعر پر ترجیح ترکیب اور بندش لاابالی نہین کوئی شعر مضامینِ عالی سے خالی نہین غرض دیوانِ شاہزادہ کیوان ایوان کا سراسر بےبدل

اور انتخاب ہی اوّل سے آخر تک بے مثل اور لاجواب ہی۔

تاریخِ طبعِ دیوانِ بلاغت عنوان از نتائجِ افکار لائق الدولہ بہادر

ارشاد ہوا ہی خوب دیوان — نازان جسپر ہی خوش مقالی
کیا کیا ہین صنائع و بدائع — خوبی مین ہی ہر غزل نرالی
بہزادِ قلم نے واہ کیا خوب — کھینچی ہی شبیہِ بے مثالی
آمد سے بھرے ہین سب مضامین — آورد سے ہی کلام خالی
ہر شعر گلِ سر سبد ہی — پھولونکی ہر اک غزل ہی ڈالی
زندہ ہوتے تو وصف کرتے — فردوسی و جامی و ہلالی
اللہ رے صفای حُسنِ بندش — ہی گردِ سفینۂ زلالی
دیتا ہی مزہ مشاہدے کا — مضمون ہی جس جگہ خیالی
پیشِ دُرہاے معنیِ صاف — بیقدر ہی مخزنِ لآلی
شاہد کر عرض بہرِ تاریخ — ہی نظمِ کلیمِ طبعِ عالی

۹۷ ۱۲ھ

قطعاتِ تاریخ ترتیب دیوانِ مبارک طبعزاد شیوہ پردھان مہاراجہ جیکوپال سنگہ بہادر متخلص بہ ثاقب دیوانِ قدیم عالی سرکار حضور پر نور عالیجناب حضرت مصنف معلی القاب

گنامِ سخن را ہنر پر قوی — جہانِ سخن بلکہ جانِ سخن
بہ سلطانِ اختر فروغِ نظر — خدیو زمین و زمانِ سخن
پی فیضِ بخشیِ ہر خاص و عام — بفرمود یکجا بیانِ سخن
دلم ثاقب از بہر تاریخِ سال — بگفتا بود گلستانِ سخن
۱۲۸۳ ھ

ایضاً

دیوانِ ہنر بر شد مدوّن — روحِ اسدی بران تصدّق
ثاقب تاریخِ سال و ناش — واضح شدہ جودتِ تعشق
۱۲۸۳ ھ

تقریظِ دیوانِ مبارک نتیجہ فکرِ صائب سخنورِ یکتا و وحید

منشی عبدالمجید صاحب ملازم سرکار حضور پر نور عالیجناب حضرت

مصنف معلّیٰ القاب

حمد ایزد و نعت احمد مدح شاہ ذوالفقار	جوہر تیغ زبان ہر دم نماید آشکار
وہ چہ جوہر جوہر لطف بیان حسن سخن	آنکہ آرد راحت روح و روان بر روزگار

بعد ازین خامۂ ندرت طراز و نامۂ دلنواز بحسن گزارش و زیب نگارش برخی از احوال عظمت اشتمال مصنف این دیوان فیض بنیان و مصنف این سفینہ بلاغت نشان اعنی جناب شاہزادہ رفیع المکان بحر کرامت و امتنان حاتم دوران والا دودمان محمود الفضائل محسود الاماثل مجمع مکارم اخلاق منبع محاسن اشفاق عاطفت پژوہ سکندر شکوہ فرخندہ منظر والا گوہر سرو جویبار مملکت و اجلال تازہ بہار گلشن سلطنت و اقبال عظیم الشان صاحب عالم و عالمیان جنرل فرید و نقدر میرزا محمد ہزبر علی بہادر متخلص بہ ہزبر دام اقبالہ و قام اجلالہ بعین افتخار علم ست و منشور عزت و مباہات بکلم

واضح باد که ولادتِ باسعادت جنابِ مصنفِ عظمت کیش در زمانهٔ سلطنت
جدِ امجدِ خویش اعنی اعلیٰ حضرت اریکه آرای مغفرت آب ابوالظفر مصلح الدین ثریا جاه
سپهر شکوه سلطانِ عادل خاقانِ زمان محمد امجد علی شاه بادشاه جنت مکان
انار الله برهانه و عهدِ ولیعهدی پدرِ عالیقدر اعنی حضرتِ قدرِ قدرت ابوالمنصور
ناصر الدین سکندر جاه بادشاهِ عادل قیصر زمان سلطانِ عالم محمد واجد علیشاه
بادشاهِ اوده متخلص باختر بسط الله ظلال امتنانه و افاض علی العالمین
برهٔ واحسانه بمقام لکهنو که بیت السلطنتِ ملکِ اوده بود در آغاز سنه ۱۲۶۱ هجری
مطابق سنه ۱۸۴۵ء وقتِ ظهورِ طلیعهٔ فجر بسانِ مهرِ انور رو نمود تاریخِ ولادتِ
آن عالیجناب بالارث والاستحقاق از اعدادِ جوانِ اختر روشن تر از آفتاب
عالمتاب و بسنِ دو سال در سنه ۱۲۶۳ هجری هنگامِ اورنگ آرائی پدرِ عالی قدر
از مرشدزادگی برتبهٔ والای شاهزادگی فائز گردید و در سنه ۱۲۶۵ هجری بعنایت
باری حسبِ آئینِ دودمانِ شهریاری بمنصبِ جلیلهٔ جرنیلی اعنی سپه سالاری
از پیشگاهِ خلافت و جهانداری تصاعد گزید و در سنه ۱۲۶۷ هجری با کهینِ دختر

بلند اختر نواب مدار الدوله منتظم الملک سید علی نقی خان بہادر سہراب جنگ
وزیر اعظم کتخدائی ورزید و در ۱۲۷۳ھ ہجری بعد انقلاب سلطنت اودھ و
خلع مملکت ہنگام توجہ حضرت قدر قدرت بعزیمت کلکتہ و لندن ہمرکاب
والدین عظمت قباب بکلکتہ رسید و منظور نظر شفقت پدری و مطمح نگاہ
عاطفت اختری بودہ درہمین جا بتحصیل فضائل علمی و عملی کوشید و در
۱۲۹۱ھ ہجری بعد انتقال مرزا محمد حامد علی بہادر ولیعہد جنت نشین کہ تمام
دوران نقش اکبریت و ارشدیت اولاد امجاد شاہی بنام نامی آن برگزیدہ
انام بست نقش اقتدارش بدربار گورنری بہ پرایوٹ انٹری نشست و
در ۱۲۹۳ھ ہجری کہ تعیین دربار قیصری بمقام دہلی و اجتماع کل رؤسا و
مہاراجگان و فرمانروایان عالیشان ہندوستان روداد و اہالی گورنمنٹ
عالی آن عالیجناب را ہم بدعوت فرمود آن عالیجناب جریدہ طور عزیمت
دہلی کرد و شریک دربار دربار گردیدہ بحصول تمغای قیصری پرداخت
و مشاہدہ کیفیت دربار کہ واقعی حینی من الاحیان و آنی من الآوان

درزمانِ سلطنتِ پیشین سلاطینِ سلیمان نگینِ ہندوستان نبوده باشد
ونیز معاینهٔ متانتِ عماراتِ قلعه واماکنِ ندرت بنیان ومسجد جامع ومقبرهٔ
ہمایونی و دیگر شارستانهای معروفهٔ آن شهر نزهت نشان ومزاراتِ عظیمه و
مقاماتِ فخیمه خصوصاً زیارتِ مرقد منور ومضجعِ مطهرِ جناب غفران پناه خلد آرامگاه
نوّاب منصور علیخان بہادر صفدر جنگ جدِّ اعلای خویش فرموده بروزِ بستم
مراجعت بکلکته ساخت و در ۱۲۹۵ ہجری اہالی گورنمنٹ عالی نظر مفاخر
معالی آن عنوان مثالِ ہمتیالی بتعیین وتفریق ہشت ہزار روپیه ماہانه منجمله یک لک
روپیه مشاہرهٔ مصارف شاہی فرمود وخیالِ حفظ مراتب وی از برات
عدالتہا و دیگر مدارج اعزاز ہرگونه بدل افزود ازانجا که آن عالیجناب قبل ازین
درزمانِ شیوعِ شباب گاه بیگاه بموزون نمودنِ غزلہا بزبانِ اردوی معلّی
بزمِ سخن می افروخت واکثر باصلاحِ آن از حضورِ پدرِ عالیقدر بہره می اندوخت
وچون بمقتضای بلندخیالی وطبیعتِ عالی آنرا ہیچ تصوّر کرده توجّه بتدوین
آن نمی فرمود آن ہمه متفرق وپریشان افتاده بود در ۱۲۸۳ ہجری

نشاط افزای دلها گردید چنانکه جودتِ تعشق نام تاریخی نسخهٔ موصوف
پیرایهٔ اظهار پوشید ازان زمان اگرچه آن کلامِ فصاحت بنیان از تشتت
در امان ماند لیکن همچنان در جزو دان ماند الحال روزی هنگامِ حضورِ
بعض ماهرانِ معانی و تذکرهٔ شعر و سخن که ذکرش بمیان آمد و همان وقت
طلب شده بعض غزلها ازان سامعه نوازِ حاضران گردید هر یکی محظوظ گشته
دربارهٔ طبعِ آن باصرار کوشید آن وقت برای طبع در مطبع رسید بل مطبع
و اهلِ مطبع لطبعِ آن پیرایهٔ افتخار در برکشید الحق دیوانی ست فصاحت نشان و
سفینه ملیست بلاغت مشحون هر مطلعش روشن تر از مطلعِ آفتاب و هر مقطعش
مثلِ مقطعِ ماهتاب انتخاب هر بیتش چشم نمای بیتِ ابروی شاهدانِ رعنا
و هر مصرعِ برجسته اش رشکِ قامتِ سهی قدانِ سروِ بالا هر لفظش معنی انگیز
فصاحت هر حرفش نکته خیزِ بلاغت غرضکه خوبیِ آن تعلق بدیدن ست
نه بشنیدن چنانکه ذائقهٔ نعمت بچشیدن ست نه بدیدن او تعالی
تقدس مصنفِ عالیشان را مع اولادِ امجاد بسایهٔ عاطفتِ حضرت

بادشاہِ سلیمان مرتبت دائما زیب افزای صدرِ اقبال و عظمت دارد و این دیوانِ فیض بنیان را کہ عین ارشادِ ارشاد و زادہ طبع وقاد آن عظمت نہاد است جاودان نقشِ دلہای شیقانِ جہان گرداناد بحرمۃ النبی و آلہ الامجاد الی یوم التناد

قطعۂ تاریخ طبعِ دیوان

دیوانِ ہزبر جو چھپا ہی
انظہارِ جلالِ عشق ہی یہ
چھپنے کی ہی اوسکے صاف تاریخ
تصویرِ کمالِ عشق ہی یہ
۱۲۹۷

تقریظ خامۂ بلاغت شمیم منشی محمد عبد العزیز صاحب اعجاز رقم

ستایشِ ستودہ توانای بی ہمتا و دانای نہان و آشکارا کو گوارا کہ قطعۂ زبان کو جوہرِ ثمینِ تکلم و ترنم سے مرصع فرمایا اور بزم ضعیف الانسان کو ہر شب چراغ دانش و خرد سے مصنع فرمایا و نیایشِ لا تحصی جناب

رسول الثقلین شہریارِ خافقین احمدِ مجتبےٰ محمدِ مصطفےٰ صلعم کو سزاوار کہ جسنے
فروغِ ہدایت اور شموعِ شریعت سے ظلمتِ کفر و شرک کو مرتفع فرمایا اور
گوہرِ فروزندۂ اسلام سے گم کردگانِ راہِ حق و یقین کو مجلّی و منتفع فرمایا
امّا بعد محمد عبد العزیز اعجاز رقم ہسوانی ہستوی نادانی و خستوی
کج مج زبانی نگار بندِ مدعاہے صفیرِ قلم نئے رنگ سے نغمہ سرا ہی دیدنی
کو نوید شنیدنی کو مژدۂ جاوید کہ اس زمانِ میمنت اقتران مین دیوان
بے نظیر مجموعۂ غزلیاتِ دلپذیر مصنفہ جناب معلی القاب ہزبر بیشۂ سخنوری
ضرغامِ غاباتِ معنی پروری حلی بندِ اریکۂ فضل و کمال مرسلہ پیوندِ گلوی جاہ و جلال
ثریا اقبال مہ تمثال صاحبِ عالم و عالمیان جرنل فریدون قدر
میرزا محمد ہزبر علی بہادر خلف الصدق حضرت شاہ جمجاہ خورشید کلاہ
کیوان بارگاہ عالم پناہ ظل اللہ سلطان ابن سلطان خاقان البحرین
قاآن البرین خدیو برجیس شکوہ خسرو حق پژوہ ابو المنصور ناصر الدین
محمد واجد علی شاہ بادشاہِ اودھ اعاد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ

مطبع نظامی مین بصد آب و تاب چھپا ماشاء اللہ چشم بد دور دیکھا
نہ سُنا نقش و نگارِ لوح سے بہارِ گلزار کو ندامت حُسنِ خط و صفائی
طبع سے بہشت کو خجالت سُبحان اللہ و بحمدہٖ اِس مطبع کو اثر زنگِ چین
کہنا بہشت کو گلِ خرزہرہ سے آرایش کرنا ہی اور نیرنگِ پرستان سے
نسبت دینا گویا بذریعہ آینہ ماہ کی نمایش کرنا ہی کیون نہو مہتمم محمد عبدالرحمن خان
صاحب کیسے صاف باطن ہین پھر صفاے طبعِ ظاہری تعجب کی
بات نہین جلا و صفا بزرگترین صفات نہین مولوی محمد یعقوب صاحب
منصرم کیسا سلیقہ شعار کہ جسکی تمیز و حُسنِ کارگزاری کو تمام روز بازار
کاتب عطارد قلم ہی جو حرف قلم سے نکلا گویا حُسن کے سانچے مین ڈھلا
ہر حرف سے جوبن ابھرا پڑتا ہی سوادِ خط سے سوادِ چشمِ آہو کا دھوکا
پڑتا ہی مُصلحِ سنگ فرہاد جنگ سنگکاری مین مانی کا اوستاد نقش نگاری
مین غیرتِ بہزاد نورِ علی نورٍ جو مطبع ایسے تردستانِ اعجوبۂ روزگار کا
مرجع ہو پھر وہان کیون نہ اس حُسنِ صفا سے کتاب منطبع ہو واہ وا

کیا دیوان ہی کہ دیکھنے سے آنکھین نور پاتی ہین انا النور کا دم بھرتی
ہین مردم دیدہ مردمک چشم حور عین کو مات کرتی ہین بلاغت کو کوٹ کوٹ کر
بھری ہی فصاحت کو برتری ہی ہر غزل مین شوخی بری ہی رنگینی مضامین
تازہ و بیگانہ فرزانہ سخن سنجون کو یگانہ معانی کی اوج پر بانی کی دھج پر شاہد طناز
کا بانکپن فریفتہ و دیوانہ غزل مثل غزال ہمدوش برجستگی از مطلع تا مقطع
ہم آغوش بستگی درستی مبانی چستی معانی دل لبھا رہی ہی شوخ چشمی خوش نگاہون
کو آنکھین دکھا رہی ہی بندش الفاظ مانوس دل بند فصحای عالم کرسی نشینی
حروف ہم حسن طاؤس خاطر پسند شاعران شعری شیم جو بیت ہی بیت المعمور
حسن و جمال ہی ہر شعر مین چوچلہ دلچسپ بول چال ہی محاورے کی
خوش اسلوبی روزمرہ کی خوبی سلاست کی محبوبی قافیہ کی مرغوبی دل لیتی ہی
شگفتگی ردیف شستگی الفاظ ناطقہ و باصرہ کو شل فرائقہ مزا دیتی ہی مصرع برجستہ
حقہ سربستہ گوہر آبدار ہی ہر شعر بہ شعری فلک شا ہی اگر نظم دیوان کو نظم کواکب
تابان کہیے تو مستحسن ہی غرض تمام دیوان سے ہویدا ہوتا ہی کہ سب کلام

روشن ہی دیوانِ تجلی اس دیوان سے استنباطِ ضیا کرتا ہی دیوانِ ہلالی
اسکے سامنے پیشِ آفتاب مہتاب سُہا ہی الٰہی صاحبِ دیوان سریر آرائے
سلطنت ہو آگے تاریخ پر ختم کتاب و عبارت ہو

قطعات تاریخ

ہست دیوانی کہ این شد با بیانِ عندلیب
یا ہبرگِ گل رقم شد داستانِ عندلیب
از نسیمِ فکر اندر گلشنِ ذہنِ رسا
اینچنین گل کرد تاریخش فغانِ عندلیب
۱۲۹۷ھ

ایضاً

چہ دیوان چو آن ہیچ دیدہ ندیدہ
چو نیسان سراسر گہربارِ نظم
پیِ سالِ تاریخ اعجاز گفت
زہے زیبِ آباد گلزارِ نظم
۱۲۹۷ھ

ایضاً

دیوانِ ہنر بہ بیشۂ جود
مطبع سے وہ تابناک چمکا
تاریخ ہی سر جھکا کے اعجاز
خورشیدِ کلامِ پاک چمکا
۱۲۹۷ھ

ایضاً

چہ دیوانِ ہنر بر نکتہ دانی | کہ ہر شعر ترش معجز نظام ست
رقم شد از لبِ اعجاز تاریخ | کلامِ شہ بلی شاہِ کلام ست

ایضاً

یہ کچھ عجب دیوان لکھا صد آفرین | ہے لطافت خیز جسکی ہر غزل
رکنِ آخر مصرعۂ آخر ہے سال | ہر غزل نامِ خدا ہے ہر غزل

قطعات تاریخ از جناب محمد عبد الرحمن خان صاحب شاکر مالک مطبع نظامی

جب کلامِ ہنر برِ عرش وقار | نکہت افزاے نافۂ تاتار
ہوا مطبوع طبعِ اہلِ جہان | یہ گُلِ گلشنِ ہمیشہ بہار
فکرِ تاریخ کی جو شاکر نے | آئی آوازِ غیب یہ یکبار
ایسی صنعت کے دو لکھو مصرع | جس سے ہجری دو سال کا ہو شمار
ہاتفِ غیب سے سنی جو صدا | یہ دو مصرع لکھے گلِ بیخار

قدِ خوبان ہی مصرعِ عمدہ
بیت ہی بیتِ ابروی دلدار
۱۲۹۷ھ

ایضاً

دیوانِ ہنر بہ پُر فصاحت
ہی عین سوادِ سرمۂ طور
صحت سے ہوا جو چھپکے طیار
یہ نورِ نگاہِ دیدۂ حور
شاکر کو ہوئی جو فکرِ تاریخ
ہجری مین لکھا یہ شعرِ پُر نور
دیوان چھپا لطیف عمدہ
ماشاءاللہ چشمِ بددور
۱۲۹۷ھ

ایضاً

یہ کلام خسروِ ملکِ سخن
مشکبو ہی سنبلِ باغِ ہنر بہ
جب چھپا شاکر نے سالِ انطباع
یون لکھا ہی یہ گلِ باغِ ہنر بہ
۱۲۹۷ھ

قطعۂ تاریخ طبع از عاجز محمد یعقوب منصرم مطبع نظامی

از نظمِ ہنر بہ شہِ اقلیم سخن
چون نسخۂ اشعارِ بلاغت شد طبع
یعقوب نگاشت حسبِ حالش تاریخ
دیوانِ زبانِ پرفصاحت شد طبع
۱۲۹۷ھ

ایضاً

دلکش و مرغوب جان دیوان نوشت
لعل و دُر در رشتۂ اشعار سفت

فکر من یعقوب بہر سال آن
بینظیر و بے بدل دیوان بگفت

۱۲۹۷ ھ

ایضاً اُردو

عجیب موزون چھپا ہی دیوان کہ جسکا ثانی نہین جہان مین
بہار تصویر حُسن گلشن چمن لطافت تمام رنگین

جو رنگ تاریخ کو کیا گُل تو بلبلون نے یہ راگ چھیڑا
کلام عالی کمال احسن کلام قابل کمال شیرین

۱۲۹۷ ھ

تاریخ طبع دیوان بلاغت عنوان طبعزاد شاعر جادو خیال ناظم رنگین مقال منشی عنایت حسین صاحب بلگرامی ملازم مطبع فیض منبع نظامی

صاحب عالم کا یہ دیوان ہی رشکِ لالہ زار
گوہر مضمون جو ہین اسکے دُر شہوار ہین

ہین وہ فیضِ برقِ تابان قافیے ابرِ بہار
نقطۂ الفاظ سب رشکِ گلِ گلزار ہین

مطلعِ خورشید مطلع جدولین ہین کہکشان
مہرِ روشن دائرے مدین شعاعی تار ہین

بحر ہی ہر اک غزل کی شکلِ دریا موجزن
کشتیِ طبعِ روان کے جسمین بیڑے پار ہین

صاد کیونکر ہو نہ اپنے چشمِ اہلِ دید کا
بیتین اسکی بیتہا ابروِ خمدار ہین

تازہ گلبن ہین جو باغِ شہریاری کے دلا
یہ وہین کی طبعِ رنگین کے گلِ ایجاد ہین

کشورِ معنی کے بیشک ہین وہ شاہِ نامدار
شعر کے روے زمین کے حاکمِ مختار ہین

کسطرح محبوبِ اہلِ دل نہو انکا کلام
عاشقِ آلِ نبیؐ و حیدرِ کرار ہین

لکھہ عنایت مصرعِ تاریخ با صد آب و تاب
نور کا دیوان چھپا ہی نور کے اشعار ہین

۱۲۹۷ ھ

تاریخ طبع از حافظ محمد ابو سعید خانصاحب خلف مالک مطبع نظامی

ہنر پرور خسروِ ملکِ سخن فریدون قدر
سپہر رتبہ و خورشید جاہ و عرش وقار

زبہرِ طبعِ معلّیٰ بسلکِ نظم بسفت
دُرِ معانیِ دیوان چو گوہرِ شہوار

برای مصرعِ تاریخِ طبعِ این دیوان
بگو سعید گلِ بوستانِ رشکِ بہار

۱۲۹۷ ھ

قطعۂ تاریخ طبعزاد منشی گوبند پرشاد متخلص بہ فضا

زہے ہنر بہ علی میرزا فرید و نقدر
ہین شاہزادۂ نیک اختر و نظفر جنگ

کیا اونھون نے یہ دیوان تازہ تصنیف
کہ شاعران سخندان ہین جسکو دیکھکے دنگ

جو بیت بیت مین مضمون عاشقانہ ہی
ہر ایک مصرع دلکش ہی اسکا شکل خدنگ

زبان فصیح بیان دلکش اور محاورہ خوب
نئے نئے ہین سب انداز اور نیا ہی رنگ

چھپا ہی آج کل اس مطبع نظامی مین
وہ آب و تاب ہی جس سے گہر بنا ہر سنگ

لکھا ہوا ہی جو خوشخط بخط نستعلیق
ہر ایک دیدۂ بینا کو دید کی ہی امنگ

فضا تو لکھہ سن ہجری مین مصرع موزون
کہ تحفہ آمد دیوان مرقع ارژنگ

۱۲۹۰ھ

تقریظ با تاریخ از بندۂ ننگ انام راقم تخلص نرائن بخش نام خلف منشی گوبند پرشاد فضا ملازم مطبع نظامی کاتب دیوان ہذا

اختر برج شرف شاہ اودھ
فدوی شاہ نجف شاہ اودھ

اون کے شہزادے ہین یہ جانِ جہان — رستمِ ہند ہنر پرورِ دوران

کیا تصنیف اونھون نے دیوان — دلِ عشاق ہی جسپر قربان

رشکِ گلزار ہی دیوانِ ہنر — گلِ بیخار ہی دیوانِ ہنر

درِ مضمون ہی یہ باآب وتاب — شرم سے جسکی ہی گوہر بے آب

مطلعِ مہر ہی ہر اک مطلع — قطعۂ باغِ ارم ہر مقطع

بحرِ موّاج ہی ہر ایک ردیف — بیت بیت ابروِ خوبانِ لطیف

اوج پر ہی یہ زمینِ اشعار — آستان جسکا ہی چرخِ دوّار

کیون نہ یہ نظم ہو مقبولِ انام — خسروِ مُلکِ سخن کا ہی کلام

خانِ ذیشان ہین جو عبدالرحمن — خوب چھاپا یہ اونھون نے دیوان

منصرم شیخ محمدؐ یعقوب — کیا اونھون نے رکھا طرزِ مرغوب

صفحہ صفحہ ہی عذارِ مہوش — سطرین جون زلفِ حسینانِ دلکش

بیل بوٹے ہین جو گلزارِ جنان — جدولین اسکی ہین انہارِ جنان

یون طرحدار یہ دیوان جو چھپا — دیکھکر تب مرے دل نے یہ کہا

تم بھی راقم یہی سالِ زیبا	لکھو دیوان بخدا خوب چھپا

۱۲۹۰ھ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان ہزبر

مطبوعِ طبعِ عالمیان	یہ گُل گلشن مرادِ نہ
سالِ تاریخ طبع راقم نے	یہ لکھا نظمِ طبعزادِ ہزبر

۱۲۹۰ھ

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ الملک العلام و الصلوٰۃ و السلام علیٰ محمد و آلہ الکرام کہ این دیوان فصاحت عنوان بلاغت نشان زادۂ طبع عالی وقار ۂ نامدار سحبان زبان افصح دوران مہر سپہر جہانداری سلطنت و بختیاری شہریار کشورِ سخنوری ہزبر بیشۂ معنی پروری صاحب عالم و عالمیان حضور پر نور پرنس فریدون قدر جنرل مرزا محمد منیر علی بہادر بے بہادر المتخلص ہزبر خلف اکبر

حضرت سلطان ابن السلطان خاقان ابن الخاقان پاد
ظل اللہ ابو المنصور ناصر الدین بادشاہِ عادل قیصر
سلطان عالم محمد واجد علی شاہ بادشاہ اودھ ادام
...انہ وافاض علی العالمین برّہٗ واحسانہٗ در زمانی سعید و
...ہ سال یک ہزار و دو صد و نود و ہفت ہجری اواخر
در مطبع نظامی کانپور باہتمام العبد المذنب الراجی الی رحم
الملک المنان محمد عبد الرحمن بحسن سرانجام پیرایہ
پوشید

وجہ ختم بر خاتمہ
...ن حاجی محمد روشن
وا... ...است کہ یہ کتاب
چھپی ہوئی مطبع ن... کی ہی مہر
و دستخط مہتمم کے ثبت ... دیے گئے

محمد روشن خان حنفی
محمد عبد الرحمن